در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

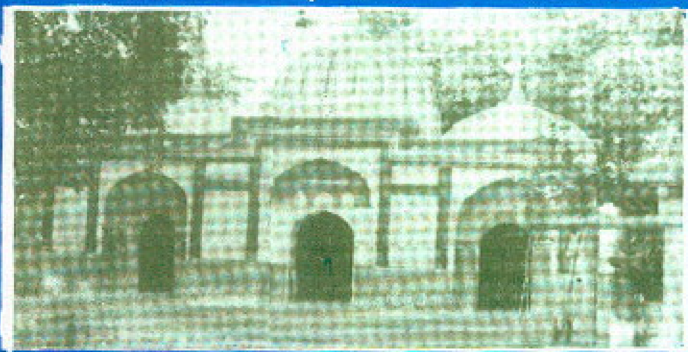

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

ناشر شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت ابوالبرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۳۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۱۸۱-۱۸۲ جلد نمبر ۱۶

یکم تا ۳۱ مئی سنہ ۲۰۰۰ء مطابق صفر المظفر سنہ ۱۴۲۱ھ

مدیر اعلیٰ (فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے عنوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرکے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

یا صاحب الجمال صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۳
۲	سلام	ڈاکٹر عطاء اللہ جلوی	۵
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۷
۴	جشنِ عید میلاد النبی	مدیر اعلیٰ	۱۴
۵	تضمین بر سلامِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	فیاض احمد خان کاوش	۲۲
۶	میلادِ رسول	سید یاسر بخاری	۲۴
۷	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	پروفیسر غلام سرور رانا	۳۴
۸	نعت شریف	محسنؔ احسان	۴۵
۹	استفتاء (درود تاج اور عرس کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	۴۶
۱۰	تبصرہ کتب	علاء الدین عدیمؔ	۶۲
۱۱	نعت شریف	فیض احمد فیضؔ	۶۴

شذرہ

بلوچستان میں قیامتِ صغراء

اہل درد کے لئے لمحہ فکریہ!

اقبال ریاض

بلوچستان کے بیشتر اور سندھ کے بعض علاقوں میں قحط نے جو قیامتِ صغرا مچائی ہے اس سے ہر حساس انسان کا دل تڑپ کر رہ جاتا ہے اور یہ حکومت کے علاوہ سیاستدانوں، اہلِ ثروت لوگوں اور مخیّر حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ یہ بات غلط نہیں کہ ارضی اور سماوی آفات میں قحط بہت بڑی مصیبت ہے جس میں زندہ انسان بھی مردہ نظر آتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور ہنستے کھیلتے گھرانے اجڑ جاتے ہیں، زندگی سسکتی ہے تڑپتی ہے، بچے، بوڑھے، جواں اور عورتیں ایک کربناک اور تڑپا دینے والی صورت حال سے گذر رہے ہیں۔ جبکہ ہزاروں مویشی بھی بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر ہڈیوں کا ڈھانچا نظر آتے ہیں۔ اس مصیبت اور ابتلا میں انسانی زندگیوں کا بھی کافی ضیاع ہوا ہے۔

قحط کی یہ صورت حال ایسی ہے جس میں پیاسے انسان پانی کے ایک ایک قطرے کے لئے ترستے ہیں اور روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے لئے انتظار کرتے رہتے ہیں۔ اگرچہ حکومت کی طرف سے بلوچستان اور سندھ کے متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ قرار دے کر انہیں بھرپور امداد دی جارہی ہے اور دوسرے صوبوں کے کاروباری حضرات کے علاوہ سماجی تنظیموں اور سیاسی جماعتوں کے رضاکاروں کی طرف سے بھی حتی الامکان اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش جاری ہے۔ تاہم اس صورت حال میں ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اسلام وہ دین ہے جس کے پیروکار ہزاروں میل دور بیٹھے بھی دین حق کے متوالوں کو مصیبت اور تکلیف میں دیکھ کر تڑپ اٹھتے ہیں لیکن بلوچستان کے لوگ تو ہمارے اپنے ہی وطن کی سرزمین کے باسی ہیں اور اس

کے قیام کے لئے قربانیاں دینے میں بھی پیش پیش رہے ہیں لہٰذا یہ حقیقت تقاضا کرتی ہے انسانیت کی خدمت کے علاوہ وطن سے محبت کی خاطر مصیبت زدہ بلوچی اور سندھی بھائیوں کی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ اس عمل اور جدوجہد سے جہاں خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی وہاں وطن میں یکجہتی، اتحاد اور بھائی چارے کے رجحان کو بھی تقویت ملے گی۔

بلوچستان ایک وسیع علاقہ ہے لیکن آبادی دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بہت کم ہے اس علاقے میں فصلوں وغیرہ کا دارومدار صرف بارش پر رہتا ہے لیکن گذشتہ تین سال میں یہاں بارش بھی نہیں ہو سکی جس کی وجہ سے یہاں زندگی متاثر ہوئی۔ ملک میں کئی حکومتیں آئی ہیں لیکن کسی نے بھی اس اہم انسانی مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی۔ موجودہ حکومت ایک فوجی حکومت ہے جو ملک میں موجود اہم مسائل کو حل کرنے میں کوشاں ہے۔ بلوچستان کا یہ مسئلہ اگرچہ بڑا گھمبیر ہے اور اس کی ذمہ داری بھی زیادہ تر سابقہ حکومتوں پر ہی عائد ہوتی ہے لیکن وطن کا مفاد تقاضا کرتا ہے کہ بلوچستان جس کی سرزمین پر ہم نے ایٹمی دھماکہ کیا کو ترقی دینے کی کوشش کی جائے۔ اور پانی وغیرہ کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر منصوبے بنائے جائیں۔

میری توبہ توبہ!

فیض لودھیانوی مرحوم ومغفور

قحط کے ماروں کو چرایا ہے موسیقی کا شوق
خوب ہے نغموں کی کثرت رزق کی تنگی کے ساتھ
کیا خبر ہونے کو ہے اس قوم کا انجام کیا
جو کرے توبہ بھی گا کر طبلہ سارنگی کے ساتھ

سلام بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء اللہ قادری جلوی

سلام اس پر کہ جو ہے ذاتِ حق کا مظہرِ کامل
سلام اس پر کہ حق ہوتے ہوئے ہے خلق میں شامل

سلام اس پر کہ طاعت جس کی عینِ طاعتِ حق ہے
سلام اس پر کہ بیعت جس کی عینِ بیعتِ حق ہے

سلام اس پر کہ جو باطن بھی حق، ظاہر بھی حق ہے
سلام اس پر کہ جو اول بھی حق، آخر بھی حق ہے

سلام اس پر کہ جس نے انا احمد بلا میم فرمایا
سلام اس پر کہ جس کی شکل میں نورِ قدیم آیا

سلام اس پر کہ جس کی بیعت، بیعتِ ذاتِ حقانی
سلام اس پر کہ جس کی ذات ہے خود ذاتِ پنہانی

سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا

سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا

سلام اس پر زیارت جس کی عینِ دیدن حق ہے

سلام اس پر کہ طاعت جس کی عینِ طاعت حق ہے

سلام اس پر کہ اسم جس کا اسمِ اعظم ہے

سلام اس پر جو رحمت برائے جملہ عالم ہے

سلام اس پر جو ہے مظہرِ احدیت و وحدت

سلام اس پر جو ظہورِ ذات ہے مظہرِ رحمت

سلام اس پر جو نورِ حقیقت سر واحدیت

سلام اس پر جو عین اجسام ہے عینِ احدیت

سلام اس پر عطا کی جس نے دربانی محمد کی

بحمد اللہ خدامی محمد کی، غلامانی محمد کی

گذشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيۡنَ وَ مُنۡذِرِيۡنَ وَ اَنۡزَلَ مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ فِيۡمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ‌ؕ وَمَا اخۡتَلَفَ فِيۡهِ اِلَّا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡهُ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنٰتُ بَغۡيًا ۢ بَيۡنَهُمۡ‌ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَا اخۡتَلَفُوۡا فِيۡهِ مِنَ الۡحَـقِّ بِاِذۡنِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (۲۱۳) اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا الۡجَـنَّةَ وَلَمَّا يَاۡتِكُمۡ مَّثَلُ الَّذِيۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِكُمۡ‌ؕ مَسَّتۡهُمُ الۡبَاۡسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلۡزِلُوۡا حَتّٰى يَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ مَتٰى نَصۡرُ اللّٰهِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ (۲۱٤) يَسۡـــَٔلُوۡنَكَ مَاذَا يُنۡفِقُوۡنَ ؕ قُلۡ مَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ فَلِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ‌ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ (۲۱٥) كُتِبَ عَلَيۡکُمُ الۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّـكُمۡ‌ۚ وَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـــًٔا وَّهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ۚ وَعَسٰۤى اَنۡ تُحِبُّوۡا شَيۡـــًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّـكُمۡؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (۲۱٦)

ترجمہ :

انسان ایک امت تھے پس اللہ جل جلالہ نے اس امت کی طرف بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان انبیاء کرام کے ساتھ سچی کتاب اتاری تاکہ وہ (کتاب) ان لوگوں کے درمیان ان معاملات میں فیصلہ کرے جن میں اختلاف کرتے ہیں اور اس کے بعد انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر انہی لوگوں نے جن کو روشن دلائل دیئے گئے (اور یہ اختلاف)

آپس اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اس سچائی میں جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اپنے حکم کے ساتھ ہدایت فرمادی اور اللہ جل جلالہ جس کو چاہے سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا ہے (۲۱۳) کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی (تک) تمہارے پاس ان لوگوں جیسی تکلیفیں نہیں آئیں جو تم سے پہلے لوگوں کو پہنچ چکی ہیں تو انہیں سختیوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لرزا دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے کہہ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، آگاہ رہو بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد نزدیک ہے (۲۱۴) آپ سے اے حبیب ﷺ پوچھتے ہیں کہ وہ کیسے خرچ کریں؟ فرمادیجئے اے حبیب ﷺ جو کچھ تم بہتری کی راہ میں خرچ کرو پس وہ والدین پر، قریبی رشتہ داروں پر، یتیموں پر، ناداروں پر اور (ضرورتمند) مسافروں پر خرچ کرنا ہے اور جو کچھ تم بھلائی کے لئے کرو پس اللہ جل جلالہ اس کو خوب جانتا ہے (۲۱۵) تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا حالانکہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور شاید تم (کسی کام کو) ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور شاید تم کسی کام کی پسند کرو اور وہ تمہارے لئے برا ہو اور اللہ جل جلالہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۲۱۶)

تفسیر:

آیات بالا میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کا انکار، تمرد، سرکشی، بد اخلاقی، کتمانِ حق اور بد اعمالیوں کا تذکرہ فرمایا۔ اسی ضمن میں اللہ جل جلالہ نے ان آیات کریمہ میں ایک تاریخی حقیقت واضح کرتے ہوئے پیغمبروں کے تشریف لانے کا ذکر فرمایا چنانچہ اللہ جل جلالہ اس پیغمبرانہ نظام کا ابتدائے آفرینش سے ذکر فرماتے ہیں تاکہ اقوام عالم کے اعمال صالحہ اور اعمال سئیہ دونوں پہلو انسانیت کے سامنے واضح ہو جائیں اور حقیقت حال آشکارا ہو جائے کہ امتوں کے عروج و زوال کے اسباب کیا ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر صاحب وحی اول حضرت نوح علیہ السلام تک بنی نوع انسان ایک دین پر تھی جو ں

جوں انسانیت نے ترقی کی ان کے مسائل پیدا ہوئے، نسل انسانی میں بڑھوتری ہوئی، ان کی ضروریات نے ان کے اندر تلاش و جستجو پیدا کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے اندر اختلافات پیدا ہوگئے۔ ان کی رہنمائی اور رفع اختلافات کے لئے اللہ جل جلالہ نے صاحبان وحی پیغمبر بتدریج مبعوث فرمائے۔ ان میں پہلے پیغمبر جو صاحب وحی الٰہی تھے اور جو کو مبشر و منذر کا لقب عطا فرمایا گیا حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اس وقت کی کثرت سے پھیلی ہوئی انسانیت میں جو اختلافات اور تنازعات پیدا ہوئے تھے وحی الٰہی کے ذریعہ ان کی رہنمائی کی اور ان کے جھگڑوں اور مسائل کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حل کیا اور فیصلے صادر فرمائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی سچی اور برحق کتاب کے مطابق مسائل حل کئے اور فیصلے کئے۔ جن لوگوں نے ان احکامات کو قبول کیا ان پر ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے حکم کو وحی الٰہی کے مطابق مانا اس پیغمبر نے انہیں دنیا و آخرت کی بشارتیں عطا فرمائی اور جنہوں نے نافرمانی کی وحی برحق کو قبول نہ کیا، پیغمبر کی اطاعت نہ کی اس پیغمبر نے ان کو عذاب خداوندی سے ڈرایا۔

علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تکمیل انسانیت تک یعنی نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آخری وحی اور نبوت تک تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اور تین سو تیرہ رسول مبعوث فرمائے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ کل نبی کتنے ہوئے ہیں قال مائة الف واربعة و عشرون الفا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک لاکھ اور چوبیس ہزار الرسل من ذلک ثلاث مائه و خمسة عشر جما غفیرا ۱، اور ان میں سے ایک بڑی جماعت تین سو پندرہ رسول ہیں (یہ رلویت احمد نے بیان کی) اور ایک روایت میں انہی سے ہے کہ تقریباً تین سو تیرہ رسول ہیں"

"امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والمرسل منھم ثلاث مائة و ثلاثة عشر الخ کہ ان میں تین سو تیرہ رسول تھے" ۲۔

۱: رواہ احمد

۲: (تفسیر مظہری، جلد نمبر ۱، صفحہ ۲۸۲، مجلس اشاعت العلوم حیدرآباد دکن)

اصلاح امت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے جتنے بھی انبیاء ورسل بھیجے، صحائف اور کتب الٰہی کے ساتھ بھیجے، تصریحاً چار معروف کتب الٰہی کا ذکر ہے تورات، زبور، انجیل اور آخری کتاب قرآن مجید ہے باقی کا ذکر صحائف سے کیا جاتا ہے۔ یہ صحائف وکتب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناموس اکبر جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعہ انبیاء ورسل کو عطا فرمائے گئے ہیں اس وحی الٰہی کے ذریعہ تمام انبیاء و رسل اللہ کے حکم کے مطابق جو ان انبیاء اور پیغمبروں کو عطا کی گئی تمام فیصلے فرماتے ہیں اپنی اپنی امتوں کو پڑھ پڑھ کر سناتے، تعلیم دیتے، حکمت سکھاتے اور ان کا تزکیہ کرتے، جب بھی ان کی امتوں کے درمیان جھگڑے اٹھتے، آپس میں سرکشی پر اتر آتے وحی الٰہی کے خلاف اعمال کرتے تو انبیاء کرام اس وحی الٰہی کی روشنی میں ان کی اصلاح کرنے کی کوششیں کرتے اور ان کے درمیان قوانین الٰہی جو کہ عدل، انصاف اور سچائی پر مبنی تھے اس پر عمل کرواتے اس لئے کہ یہی ان کا منصب جلیلہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل چونکہ راہ راست کے داعی تھے اور جو کتاب اللہ تعالیٰ نے ان کو عنایت فرمائی تھی وہ سچ اور حق پر مبنی تھی۔ لہٰذا اللہ جل جلالہ نے اپنی مشیت ایزدی کے مطابق انہی کے ذریعہ ہدایت اور صراط مستقیم پر عامہ انسانیت کو چلنے کی توفیق عطا فرمائی۔ نیز اس آیہ کریمہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گذشتہ انبیاء کرام آنے والے انبیاء کرام کا ذکر فرماتے تھے اور ان کی نشاندہی کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی کتابوں میں بالخصوص نبی آخر الزمان شافع یوم النشور خاتم النبیین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر خیر تھا اور پیغمبران کرام آپ کی اور آپ کی امت مرحومہ کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی گئی تھیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے "من بعد اسمہ احمد" کے کھلے الفاظ میں حضور ﷺ کے تشریف لانے کا ذکر فرمایا، باوجود اپنی تمام کتابوں میں حضور ﷺ کا ذکر خیر پانے کے بنی اسرائیل منکر ہو گئے اور عبارتوں میں تحریف اور تبدیلی کرنے لگے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے گزری ہوئی آیتوں بنی اسرائیل کی دین حق کی مخالفت میں ان کی چالوں، سازشوں مخالفانہ تدابیر اور دیگر شرارتوں کو بہت عام فہم الفاظ میں اور کھلے

طور پر بیان فرمایا یہاں پر بھی ان بنی اسرائیل اور مشرکین مکہ کے ان تکلیف دہ کوششوں پر مسلمانوں کو حوصلہ اور صبر کرنے کی تلقین فرمائی کہ اے مسلمانو! اسلام کے کلمہ کو بلند کرنے کے راستے میں بڑی سے بڑی تکلیف اور ایذا رسانی مخالفین کی طرف سے پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگلی امتوں پر انتہائی سختیاں، تکالیف، مصیبتیں اور آفتیں کفار کی طرف سے مسلمانوں کو دی گئیں۔ یہاں تک کہ ان کے زمانے کے پیغمبر اور مومن ناقابل برداشت آفات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کے لئے پکار اٹھے کہ یا اللہ! مصیبتوں کی حد ہو گئی، اب تکالیف ناقابل برداشت ہو گئیں لہٰذا آپ کی مدد و نصرت کی ضرورت ہے اب اسے آنا چاہئے اللہ جل جلالہ کی طرف سے ان کی پکار سنی گئی اور اللہ جل جلالہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی ہے، مصیبتوں اور تکالیف کا زمانہ ختم ہو گیا ہے، فتح و نصرت تمہارے لئے ہے تو ایسے ایسے اگلی امتوں پر مشکل مقامات گذرے، انہوں نے تکالیف کو برداشت کیا، اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ناامید نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا اور آخرت کے سرخروئی عطا فرمائی، دنیا میں بھی وہ نبوت و حکومت سے سرفراز کئے گئے اور آخرت میں بھی جنت کی نعمتوں سے مالامال کر دیئے گئے تو اے مسلمانو! اللہ جل جلالہ کی نصرت اور مدد پر یقین کامل رکھو، ابھی تمہیں وہ تکالیف اور مصیبتیں نہیں آئیں نیز یہ راستہ تو انتہائی جدوجہد کا حامل ہے جنت یعنی آخرت کی سرخروئی اور آخرت کی نعمتوں سے سرفراز ہونا تو دنیا کے اندر اس کلمہ حق کو روشن کرنے اور نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کرنے میں ہی ہے۔ اگر تم خلوص نیت کے ساتھ اور اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ تعلیمات جناب نبی آخر الزماں ﷺ پر عمل پیرا ہو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی خوشنودی تمہیں نصیب ہو گی اور تم جنت کے حق دار ہو گے ورنہ اس بدکرداری اور بد اعمالی اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ سے فرار تمہیں جنتی نہیں بنا سکتے یہ دنیا تو ہے ہی کھیتی آخرت کی، آخرت تو اس دنیا میں اعمال کا نتیجہ ہے

گندم از گندم بروید جو ز جو　　از مکافات عمل غافل مشو

رئیس المفسرین صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمت اللہ تعالیٰ آیہ کریمہ ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ -- الخ کے ضمن میں حدیث نقل فرماتے ہیں

"بخاری شریف میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ سایہ کعبہ میں اپنی چادر مبارک سے تکیہ کئے ہوئے تشریف فرما تھے، ہم نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ حضور ہمارے لئے کیوں دعا نہیں فرماتے ہماری کیوں مدد نہیں فرماتے؟ فرمایا تم سے پہلے لوگ گرفتار کئے جاتے تھے۔ زمین میں گڑھا کھود کر اس میں دبائے جاتے تھے، آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر ڈالے جاتے تھے اور لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچے جاتے تھے اور ان میں کوئی مصیبت انہیں ان کے دین سے نہ روک سکتی تھی" ۱۔

چونکہ جہاد میں اور دین حق کی نشر و اشاعت میں جس طرح جانی قربانی کا بیان کیا گیا اسی طرح مالی قربانی کا بھی ذکر کیا گیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار پر کہ ہم اپنی دولت کو کن کن لوگوں پر فلاح و بہبود کے لئے خرچ کر سکتے ہیں، کیا خرچ کر سکتے ہیں اور کس طرح خرچ کریں؟ تو اللہ جل جلالہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دولت خرچ کرنے کا طریقہ بیان فرمایا اور مصارف بتائے اور کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دی چنانچہ فرمایا کہ اپنے مال کو بھلائی کے کاموں میں خرچ کرو۔ خصوصیت کے ساتھ والدین، اقربا، یتیموں، ناداروں اور ضرورتمند مسافروں کو دو۔ ان کی خدمت کرو اور جتنا ہو سکتا ہے ان کی مشکلات کو حل کرو، یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و دولت خرچ کرنا دو قسم کا ہے۔ پہلی قسم فرض ہے اور دوسری قسم تطوع ہے۔ فرض یعنی زکوٰۃ، نذر معین اور صدقہ فطر وغیرہ ہے، یہ مالدار ماں باپ پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ مالدار سے مراد مستحق نصاب ہے اور دوسری قسم جو کہ تطوع ہے اس میں سب سے پہلے ماں باپ کا ہے پھر اقربا کا پھر اور جن کی تفصیل آیہ کریمہ میں بیان کی گئی ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب ﷺ کی وساطت سے مخلوقات خدا کی

۱: خزائن العرفان، حاشیہ بر کنز الایمان، سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صفحہ ۶۰، حاشیہ نمبر ۴۱۱ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

خدمت کے لئے انتہائی ترغیب دلائی اور اس کا صلہ بھی عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا، یہ ضروری ہے کہ اس قسم کے فلاح و بہبود کے کاموں میں صرف اور صرف رضائے الٰہی مقصود ہو کسی قسم کی ریاکاری، عجب اور سُمع اور دکھاوا نہ پایا جائے اس لئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نیتوں کو جانتا ہے۔ لہٰذا جو بھی بھلائی کے امور سرانجام دو گے اللہ جل جلالہ ان سے خوب واقف ہے۔ اللہ جل جلالہ حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ان اعمال سے محفوظ رکھے جس سے وہ (جل جلالہ) اور اس کا حبیب ﷺ ناخوش ہو۔

جہاد کے ضمن میں اللہ جل جلالہ نے ایک انسانی کیفیت بیان فرمائی کہ بسااوقات بہت سے امور ہیں جن کو انسان پسند نہیں کرتا، اس کی طبیعت کو گوارہ نہیں ہوتا، وہ انہیں اپنے لئے تکلیف دہ سمجھتا ہے حالانکہ ان امور کے سرانجام پانے میں اس کا بھلا ہوتا ہے اور بسااوقات ایسے امور جن کو وہ پسند کرتا ہے اور درحقیقت وہ اس لئے شر (تکلیف) کا باعث ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کیفیت کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے نہایت ہی تسلی بخش انداز میں بیان فرمایا کہ یاد رکھو جتنے بھی دنیا کے اندر امور واقع ہوتے ہیں ان کی حکمت اللہ جل جلالہ خوب جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

لہٰذا تمام امور کا انجام اللہ کے سپرد کرو اور جو کچھ اس کی طرف سے ہوتا ہے اسے خوشی خوشی گوارا کرو اگرچہ جہاد کرنے کے اندر تمہارے لئے تکالیف ہیں بعض اوقات شکست کا بھی سامنا ہوتا ہے، بڑی بڑی آزمائش کی گھڑیاں آتی ہی مگر یاد رکھو کہ ان تمام تکالیف کو برداشت کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و رضا کے لئے تمہارے حق میں بہت بہتر ہے لہٰذا حوصلہ اور صبر کے ساتھ تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے دین اسلام کی سربلندی اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے ہر حالت میں جدوجہد کرتے رہو، کسی وقت بھی بددل نہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شامل حال رہے گی۔ (جاری ہے)

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدیر اعلیٰ

اللہ رب العزت کی ذات یکتا و تنہا ہزار ہا سال سے حضرت انسان کی ہدایت کی خاطر ایک دو نہیں، سو دو سو نہیں، ہزار دو ہزار کی تعداد سے تجاوز کر کے ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرما چکی ہے۔ کوئی قریہ محروم نہیں رکھا گیا، کوئی قوم باقی نہیں چھوڑی گئی، کوئی زمانہ خالی نہیں گزرا۔ کبھی ایک ایک کو بھیجا، کبھی دو دو بیک وقت تشریف لائے، کبھی تین تین سے عزت افزائی فرمائی گئی۔ معززبثالث لیکن پھر بھی کائنات تھکی تھکی نظر آ رہی تھی، زمین پیاسی پیاسی ہو رہی تھی، فضاء کا رنگ اڑا اڑا سا تھا، آسمان جھکا جھکا منتظر تھا، مادر گیتی سہمی سہمی بیٹھی تھی، نور سمٹ سمٹ کر تھک گیا تھا، آدمیت دبلی دبلی سانس لے رہی تھی، شرافت بجھی بجھی سی تھی نیکی مٹی مٹی جا رہی تھی، سعادت پھیکی پھیکی پڑ گئی تھی، شرارت سر اٹھا اٹھا رہی تھی، ظلمت گہری گہری ہوئی جاتی تھی، شوق سسک سسک رہا تھا، وجدان بلک بلک رہا تھا، عرفان بہک بہک رہا تھا، ضیاء جھلک جھلک رہی تھی، سرور چھلک چھلک رہا تھا، یکا یک غیرت کو جوش آگیا اور وہ آگئے جنہیں دل کی دنیا کا سرور بنانا تھا، وہ آگئے جنہیں نور بنانا تھا، وہ آگئے جو سب سے اول تھے، وہ آگئے جو سب سے آخر میں آئے، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم

ترجمہ: وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

محبوب ذات کبریاء سر تاج ختم الانبیاء، محیط وحی خدا، برج نور ھدیٰ، سرچشمۂ نور وضیاء، دافع البلاء والوباء، شمس الضحیٰ، صاحب خیر الوریٰ حضور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دنیا میں آنے کی مبارک ساعت آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر قرآن مجید میں، یوں فرمایا!

لقدمن اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم ایٰتہٖ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ

ترجمہ: یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے، پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں انہیں، اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت۔

اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے احسان کے ظاہر ہونے کا وقت آگیا جنہیں لاکھوں سال تک چشم عالم سے پوشیدہ رکھا گیا تھا، انہیں آشکار کرنے کا وقت سعید آگیا، کہنا پڑا کہ آج دنیا میں محمد مصطفیٰ ﷺ پیدا ہو گئے۔

شفیق اولیٰ ﷺ نے ناموس اکبر کو ازراہ شفقت "اخی جبریل" کے دلنواز نام سے مخاطب فرمایا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا بھائی کیسے بن گیا ہوں، جب آپ کے جد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کا خمیر اٹھ رہا تھا میں تو اس وقت خود اس خمیر کو تیار کر رہا تھا۔ فرمایا جب آپ نے ہوش سنبھالی تو کیا دیکھا تھا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ ایک ستارہ موجود تھا اس کی ایک بار کی عمر ستر ہزار سال تھی، جو ستر ہزار بار طلوع ہوا اور ستر ہزار بار غروب ہوا۔ اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا، سب کچھ اس کے بعد ظہور ہوا۔ فرمایا وہ ستارہ تیرے نبی اقدس ﷺ کا نور تھا، اب بتاؤ تم قدیم ہو یا میرا نور قدیم ہے۔ یہ تو ہمارا کرم کہ پھر بھی تمہیں بھائی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ سب سے پہلا میثاق اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں ہوا، ارشاد ہوتا ہے۔

واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ

اور (اے محبوب) یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اور گواہ بنادیا خود ان کو ان کے نفسوں پر (اور پوچھا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟ سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔

حضرت سہیل بن صالح ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضور ﷺ کو سب انبیاء کرام پر اولیت کیسے حاصل ہوئی جبکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ امام

محمد باقر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جب اللہ تعالیٰ نے تمام نوع انسانی سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تو جواب دینے والوں میں سے مقدم ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے فرمایا تھا "بلیٰ" اسی لئے ہمارے نبی علیہ السلام کو تمام انبیاء پر تقدم حاصل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے دوسر ا میثاق گروہ انبیاء سے لیا، ارشاد ہوا۔

واذ اخذاللہ میثاق النبیین لمآ آتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جآءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ

ترجمہ: اوریاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور بالضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور بالضرور کرنا مدد اس کی۔

امام عبدالوہاب الشعرانی اپنی کتاب "الیواقیت الجواہر" میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا اتذکر یوما یوم "اے دوست! تمہیں اس دن والا دن یاد ہے" صدیق اکبر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اچھی طرح یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ سب سے اول جواب دینے والوں میں آپ سرفہرست ہیں۔ لفظ "بلیٰ" سب سے پہلے آپ نے فرمایا تھا۔ دوسرے میثاق میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران کرام سب کے سب شامل تھے۔ سب کو یکجا کیا گیا جشن رسالت کا سامان مہیا کیا گیا اور ہمیں یہ سبق دیا گیا کہ ہم بھی جشن میلاد منعقد کیا کریں۔ سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا فرما رہے ہیں۔ والسلام علی یوم ولدت ویوم الموت ویوم البعث وحیا

(اور سلامتی ہو میری پیدائش کے دن پر اور میری موت کے دن پر اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں)

جشن میلاد سنت خداوندی ہے، جشن میلاد سنت انبیاء ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام

التجا کر رہے ہیں۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم

اے ہمارے رب مبعوث فرما ان میں خاص رسول انہی میں سے۔

رسولاً کی تنوین خاص رسول کے لئے ہے اور وہ رسول نبی اقدس ﷺ ہیں۔ سیدنا عیسیٰ علی نبینا بشارت دے رہے ہیں۔

یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقاً لما بین یدی من التورٰۃ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد

اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہو گا۔

اسی طرح حضور اقدس ﷺ خود بھی اپنا میلاد مبارک مناتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قریش کی جانب سے کوئی ناگوار بات سمع مبارک تک پہنچی۔ چہرۂ اقدس پر برہمی کے آثار سرخی کی صورت میں آشکار ہوئے۔ مسجد میں منبر بچھایا گیا اور آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے۔ فقال النبی ﷺ علی المنبر من انا "اور فرمایا اے لوگو! میں کون ہوں، پھر فرمایا انا خیرھم نفساً وخیرھم بیتاً میں ذات کے لحاظ سے اور گھر کے لحاظ سے سب سے معزز ہوں۔

سیدہ عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کان رسول اللہ ﷺ یصنع لحسان منبرا فی المسجد کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں منبر قائم کرواتے اور وہ نبی علیہ السلام کی مدافعت فرماتے اور مفاخرت بیان فرماتے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے! اللھم ایدہ بروح القدس اے اللہ حسان کی جبرئیل کے ساتھ مدد فرما۔

ثابت ہوا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی پیغمبروں کے درمیان میلاد مصطفیٰ علیہ التحیات الثناء برپا نہیں فرماتا خود نبی اقدس ﷺ بھی اپنا میلاد مبارک اپنی مسجد میں منعقد فرماتے تھے۔ آپ کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ آپ کی مدح سرائی

کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے۔

و انت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورك الافق

اور آپ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہو گئی اور آپ کے نور سے آفاق منور ہو گئے۔

فنحن فی ذلك الضیاء وفی النور سبل الرشاد نخترق

سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے رستوں کو وضع کر رہے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو منتخب کیا۔ ترمذی کی حدیث میں حضور ﷺ فرماتے ہیں، میں خود محمد ہوں، خواجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرزند ہوں، خواجہ عبدالمطلب کا پوتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اشرف المخلوقات یعنی انسان بنایا، انسانوں میں عرب اور عجم بنائے اور مجھ کو اچھے گروہ یعنی عرب سے بنایا، پھر عرب میں کئی قبیلوں کو بنایا اور مجھے اچھے قبیلے یعنی قریش سے بنایا، قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھے سب سے بہترین خاندان بنو ہاشم میں بنایا، پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں۔ اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔ ابو نعیم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے اجداد میں کبھی کوئی عورت یا مرد بطور سفاح کے مختلط نہیں ہوئے مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ میں مصفیٰ و مہذب طریق سے منتقل کیا جاتا رہا ہے، اللہ تعالیٰ بھی فرما رہے ہیں۔ وتقلبك فی السجدین "اور آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں کہ تقلب سے مراد منتقل فی الاصلاب ہے یعنی آپ کے نور کا یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں میں منتقل ہونا۔ آپ کے سامنے اس وقت تک دو میثاق قرآن مجید سے تشریح کے ساتھ پیش کیے جا چکے ہیں۔ تیسرا میثاق بھی کلام مجید و فرقان حمید سے پیش کیا جا رہا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس و لا تکتمونہ

اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کے علماء کو مخاطب کیا گیا جنہوں نے دنیوی مال و متاع کے حصول کی خاطر کتمان حق کیا اور لوگوں کو اندھیرے میں رکھا نبی کریم ﷺ کی صفات کے اظہار میں تحمل سے کام لیا، اور جو لوگ اپنی خوش نصیبی سے رسول اللہ ﷺ کی صفات و عادات کا مژدہ دوسروں تک پہنچاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السمآء تکون لنا عیداً لاولنا و آخرنا

عرض کی ابن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے، بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی۔

یعنی ہم اس دن کو خوشیاں منائیں اسے مخصوص دن قرار دیں اس کی تعظیم کریں۔ اس سے معلوم ہوا جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس دن عید منانا خوشیاں منانا، عبادتیں کرنا، شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سرور عالم و عالمیان ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت ہے اس لئے حضور ﷺ کا میلاد مبارک کا دن منانے اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اور اظہار فرحت و سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔

بخاری و مسلم شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ جب آیت مبارکہ،

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

آج میں نے مکمل کردیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کردی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کرلیا ہے

تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔

یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک یہودی نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر یہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس الیوم کو یوم عید کے طور پر مناتے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا "ہم جانتے ہیں کہ یہ آیت مقام عرفات میں نازل ہوئی اور اس روز جمعہ تھا اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما چکے ہیں کہ الجمعۃ عید المسلمین۔ پس ہم بھی اس کو عید کا دن قرار دیتے ہیں اسی طرح کا جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی ایک سائل کو دیا کہ اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس روز کو خوشی کا دن قرار دیا۔ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ "مجھے مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران آپ کے مولد مبارک پر برپا مجلس میلاد میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے بچشم خود ملاحظہ کیا کہ زمین سے آسمان تک انوار کی بارش ہو رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا یہ کتنا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں اتنا عظیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمایا جن کی عظمت کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"باشد رسول شما بر شما گواہ زیر آنکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ در دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شما را و درجات ایمان شما را و اعمال نیک و بد شما را و اخلاص و نفاق شما را لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق است قبول و واجب العمل است"

تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہی دیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو، تمہارے نیک و بد سارے اعمال اور تمہارے

اخلاص اور نفاق کو بھی خوب پہچانتے ہیں۔ اس لئے آپ کی شہادت امت کے حق میں شرعاً قبول اور واجب العمل ہے۔"

یہ پندرہویں صدی ہجری ہے رسول خدا ﷺ کا فیض رسالت مبارک آج بھی جاری و ساری ہے حق تو یہ ہے کہ ان کا مقام پوری روئے زمین کو سمجھایا جائے تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو نجات کی راہ مل جائے جس کے لئے وہ تڑپ رہی ہے۔ نظامِ مصطفیٰ نافذ کیا جائے تاکہ سرمایہ داری اور سوشلزم کے ڈسے ہوئے بندگان خدا کو اسلام کا سادہ سادہ نظام راس آجائے، دم توڑتی ہوئی آدمیت کو دوبارہ آدمی بنایا جاسکے، شیطانی لعب ولہو سے نکال کر معراج بندگی کی راہ دکھائی جاسکے۔ پندرہویں صدی ہجری اسلام کی ترویج و اشاعت کے علاوہ احیاء و نشاۃ ثانیہ کی صدی ثابت ہوگی اور انشاء اللہ یہ صدی پوری دنیا کے لئے اسلام کے غلبے اور عروج کا باعث بنے گی اور خصوصاً مملکت خداداد پاکستان سے اسلام اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ تمام دنیائے اسلام میں رائج ہونے کے لئے شروع ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیارے حبیب ﷺ کا عشق نصیب فرمائے اور آپ کا میلاد مبارک منانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

کامل میرا ایماں!

مولانا ظفر علی خان

نماز اچھی، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ طیبہ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

تضمین بر سلام

حضرت رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

فاضلِ شہیر پروفیسر فیاض احمد خان کاوش حفظہ اللہ تعالیٰ

تاجدارِ نبوت پہ لاکھوں سلام شاہنشاہِ رسالت پہ لاکھوں سلام
قوتِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جب درخشاں ہوا نورِ وحدت کا چاند جگمگایا جو دنیا میں عقبیٰ کا چاند
ابھرا آغوشِ بطحیٰ سے اسریٰ کا چاند جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

آپ کی کالی کملی سحابِ کرم آپ کے دستِ قدرت میں لوح و قلم
فرش سے عرش تک سب ہے زیرِ قدم شہریارِ ارم، تاجدارِ حرم

نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

جس کا فیض و عطا، خاصۂ کبریا جس کا دستِ کرم، خاص دستِ خدا
جس پہ نظرِ کرم کی، سخی کر دیا ہاتھ جس سمت اٹھا، غنی کر دیا

موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

پاک سانسوں سے مہکی ہیں پھلواریاں گلعذاروں سے لپکے ہوئے گلستاں

ان کے ہونٹوں سے شرمائیں غنچہ دہاں تِلی تِلی گل قدس کی پتیاں

ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

بھوکا دیکھا جسے، منہ کا لقمہ دیا پیٹ پر باندھے پتھر، نہ شکوہ کیا

فاقوں پر فاقے اور لب پہ شکرِ خدا کُل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا

اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

نفسی نفسی کا جب شور ہو گا بپا جب کسی کی بنے گا نہ کوئی صدا

کام آئے گی بس رحمتِ کبریا جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا

اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

نازشِ حسنِ فطرت پہ روشن درود کاوشِ شانِ قدرت پہ روشن درود

ماہتابِ ہدایت پہ روشن درود مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود

گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

میلادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

سید یاسر بخاری

ماہ ربیع الاول عالم اسلام کے لئے انتہائی خوشی اور مسرت وشادمانی کا باعث ہے کیونکہ اس مقدس مہینے میں سید الاولین والآخرین، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، عالم ما کان و ما یکون جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم رنگ وبو میں تشریف لائے اور چودہ سو سال گزرنے کے بعد آج بھی دنیا میں جہاں جہاں غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہیں اس موقع پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی عقیدت ومحبت اور جوش وخروش سے مناتے ہیں اور مسلمانان عالم کی طرف سے اس بابرکت دن میں خوشی کا اظہار دین اسلام اور احکامات ربانی کے عین مطابق ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یا یھا الذین آمنوا اذکرو نعمۃ اللہ علیکم (الاحزاب: ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو (کنزالایمان)

اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ احسان عظیم ہے جس کی مثال نہیں ملتی اور میلاد شریف کی مجالس میں اسی نعمت غیر مترقبہ کا ذکر خیر ہوتا ہے میلاد شریف کی محفل کا انعقاد کرنا ولادت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی منانا اس کے ذکر کے وقت خوشبو لگانا گلاب پاشی کرنا نیاز و لنگر تقسیم کرنا مختصر یہ کہ خوشی ومسرت کا اظہار جس صحیح طریق پر ہو وہ مستحب مبارک اور نزول رحمت الہیہ کا باعث ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی (المائدہ: ۳)

ترجمہ: آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمھارے لئے تمھارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت (ضیاء القرآن)

علماء مفسرین نے اس آیہ کریمہ میں نعمتی کے معنی نبوت کے کئے ہیں جس کا سلسلہ آنحضور ﷺ کی بعثت کے بعد ختم ہو گیا اسی لئے حضرت علامہ پیر کرم شاہ الازھری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے "یہ آیت حضور نبی اکرم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے" (ضیاء القرآن جلد ا ص ۴۴۰) ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں ارشاد فرمایا

و اما بنعمة ربك فحدث (الضحیٰ: ۱۱)

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (کنز الایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب ذوالجلال کے حضور میں دعا کی

ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا (المائدہ: ۱۱۴)

اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو (کنز الایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعائے مبارکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبول و منظور فرمائی اور جس دن آسمان سے یہ مائدہ (خوان نعمت) اترا اس دن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یوم عید قرار دیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک عیسائی اتوار کو عید مناتے ہیں کیونکہ اس دن آسمان سے تیار کھانے کی صورت میں نعمتوں کا نزول ہوا تھا لهذا جس شخص کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے عقل و فہم سے سرفراز فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہے کہ حضور ﷺ کی اس کرہ ارضی پر تشریف آوری خوان نعمت سے بے شمار اور ان گنت درجہ زیادہ عظمت و برکت کی حامل نعمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے اگر آپ باقی تمام نعمتوں کو چھوڑ کر صرف جسم انسانی کو اپنے سامنے رکھیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کتنی عظیم اور بے مثل نعمتوں کو یکجا کر کے اس کی تخلیق کی ہے پھر اس جسم میں سے

صرف آنکھوں کی نعمت کو مد نظر رکھیں تو ہر ذی فہم وذی شعور انسان پر واضح ہو جاتا ہے کہ اگر آنکھیں نہیں تو کچھ بھی نہیں، نور چشم نہیں تو ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہے۔ اس خالق ارض و سما کی بے نیازی تو دیکھئے کہ کبھی بھی انسان پر اپنی ان عالی شان نعمتوں کا احسان نہیں جتلایا لیکن جب سرور کائنات فخر موجودات ختمی مرتبت ﷺ اس عالم آب و گل میں جلوہ افروز ہوئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اس خصوصی نعمت کا احسان جتلایا۔ جس کا ذکر قرآن مجید فرقان حمید میں یوں وارد ہے۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا (ال عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا (کنز الایمان)

اس سے ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام اور ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس کے نزول کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اور جتنی بھی خوشی منائی جائے وہ کم ہے۔ اسی لئے امت مسلمہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کے شکریہ کے طور پر اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کا جشن مناتے ہیں، جلوس نکالتے ہیں، جلسے منعقد کرتے ہیں۔ جن میں کوئی غیر شرعی فعل نہیں، بلکہ صرف پیارے حبیب باعث تکوین کائنات ﷺ کی مدح سرائی، نعت خوانی اور آپ ﷺ کے شمائل وخصائل بیان کئے جاتے ہیں، جو کہ آنحضور ﷺ کی سنت مطہرہ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا مبارک طریقہ ہے

ماہ ربیع الاول کو جو فضیلت حاصل ہے وہ حضور نبی الرؤف الرحیم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی بدولت ہے ایک شخص نے حضور ﷺ سے روز اثنین (پیر کے دن) کے روزے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ذاك یوم ولدت فیه فتشریف هذا الیوم متضمن تشریف هذا الشهر الذی ولد فیه (النبی ﷺ) فینبغی ان نحترمه حق الاحترام (الحاوی للفتاوی، امام سیوطی رحمة اللہ تعالی علیه: جلد ۱ ص ۹٤

ترجمہ : حضور ﷺ نے سائل کو ارشاد فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دن پیر کا تھا اور مہینہ ربیع الاول پس شرافت اس دن کی متضمن (مشتمل) ہے ماہ ربیع الاول کو لہذا ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم ماہ ربیع الاول کا پورا پورا احترام کریں۔

اس ماہ مبارک میں چونکہ صاحب قرآن کی تشریف آوری ہے اس لئے یہ مہینہ حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کی نسبت سے ایک انفرادی حیثیت کے ساتھ سال کے جملہ مہینوں پر نمایاں فضیلت اور امتیاز رکھتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے تقریباً تمام پیغمبروں نے اپنی امتوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبریں دیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان تو قرآن پاک میں بھی بیان فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومبشر برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف : ٦)

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (کنزالایمان)

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جابجا اپنے حبیب لبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا ہے۔

لقد جائکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (التوبہ : ۱۲۸)

ترجمہ : بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان (کنزالایمان)

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین كله الخ (الفتح : ۲۸)

ترجمہ : وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے الخ۔

اور آپ ﷺ کا میلاد منانا ارشاد ربانی کے مطابق ہے جیسے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحو هو خير مما يجمعون (یونس ۔ ۵۸)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن و دولت سے بہتر ہے (کنزالایمان)

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مراد اسلام اور رحمت سے مراد قرآن ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام و قرآن اور دیگر بے شمار نعمتیں ہمیں پیارے محبوب ﷺ ہی کے صدقے میں نصیب ہوئیں اور یہ دنیاوی دھن و دولت موت کے بعد کسی کام کی نہیں اگر کچھ چیز کام آئے گی تو وہ حضور ﷺ سے حقیقی محبت ہی ہے۔

بخاری شریف کی مشہور حدیث ہے کہ جب ابولہب انتقال کر گیا تو اس کے گھر کے بعض افراد نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت برے حال میں ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم پر کیا گزری۔ ابولہب بولا کہ تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی بھلائی نصیب نہ ہوئی۔ ہاں مجھے صرف پیر کے دن انگشت شہادت سے پانی ملتا ہے کہ میں نے ثوبیہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔ اس کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ابولہب حضور اقدس ﷺ کا چچا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت پر اس کی لونڈی ثوبیہ نے اس کو آکر خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند پیدا ہوا ہے تو ابولہب نے آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو انگلی کے اشارے سے کہا کہ جاؤ تم آزاد ہو۔ غور کا مقام ہے کہ جب ابولہب ایسے شقی اور بدبخت کو عذاب قبر میں تخفیف ہوتی ہے اور اس کو اپنی اس انگلی سے پانی ملتا ہے جس کے اشارے سے اس نے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لونڈی کو آزاد کیا تو جب مسلمان جو کہ آپ ﷺ کے امتی ہیں اور آپ ﷺ کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اگر وہ آپ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو کتنے درجے ثواب و برکات سے نوازے گا، اس کا اندازہ ایک عام قاری کو بھی بخوبی ہے۔

مجالس میلاد میں حاضری اور صلوٰۃ و سلام کے وقت قیام کرنا اسلاف کا شیوہ رہا ہے۔ حضرت علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

لا ذال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب یختلفون

المجلس مولد النبی ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول (المیلاد النبوی ص ۵۸۱)

ترجمہ: اہل مکہ واہل مصر اور اہل یمن و شام اور تمام عالم اسلام شرق تا غرب ہمیشہ سے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر محفل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آرہے ہیں

علامہ ابن تیمیہ تحریر کرتے ہیں (اردو ترجمہ) بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کی یا تو عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط رسالت مآب ﷺ کی محبت و تعظیم ہے اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائے گا۔ (اقتضاء صراط المستقیم ص ۲۹۷)

علامہ ابن حجر مکی رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

المولد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرھا مشتمل علی خیر کصدقتہ وذکر وصلوٰۃ وسلام علی رسول اللہ ﷺ. (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۴۹)

ترجمہ: میلاد اور اذکار کی محافل جو ہمارے ہاں منعقد ہوتی ہیں اکثر خیر ہی پر مشتمل ہیں کیونکہ اس میں صدقات، ذکر الٰہیہ اور آپ ﷺ کی بارگاہ اقدم میں ہدیہ درود و سلام عرض کیا جاتا ہے

حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین (اردو ترجمہ) آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں میلاد کا انعقاد تمام عالم اسلام کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔ اس کی راتوں میں صدقہ، خوشی کا اظہار اور اس موقع پر خصوصاً آپ ﷺ کی ولادت پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ مسلمانوں کا خصوصی معمول ہے (ماثبت من السنتہ ص ۱۰۲)

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہٗ نے خاتم الانبیاء نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ارسلنٰک الا رحمت اللعالمین (الانبیاء : ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا اے حبیب ﷺ مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت۔

غرضیکہ تا قیام قیامت آپ ﷺ کی رحمت عامہ سے مخلوق خداوندی سرفراز ہوتی رہے گی

اور روز حشر بھی آنحضور ﷺ ہی تمام امتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ لہٰذا میلاد النبی ﷺ کے جملہ معمولات جو کہ اسلاف سے چلے آرہے ہیں ان پر عمل اور مداومت اختیار کرنا حضور ﷺ کی رحمت عامہ سے جھولیاں بھرنے کا سبب ہے۔ حب نبوی ﷺ کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ و مطہرہ اور اس پر ہر لحظہ اور ہر لمحہ درود پاک پڑھا جائے۔

محدث اعظم فقیہہ العصر حضرت علامہ ابالفضل مولانا مولوی محمد ایوب صاحب حنفی پشاوری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ (المتوفی) اپنی تصنیف لطیف "تحفة الفحول فی استغاثة بالرسول" (اردو ترجمہ حیات النبی ﷺ از مولانا محمد امیر شاہ قادری گیلانی صفحہ ۳۶۔۳۷ مطبوعہ ادارہ اشاعت و تبلیغ اسلام پشاور) میں درج ذیل احادیث نقل فرمائیں

"ابن حبان نے اپنی صحیح میں اوس بن اوس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپ مٹی میں ہوں گے، حضور ﷺ نے فرمایا "ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء" یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے اجساد (جسموں) کا کھانا زمین پر حرام کر دیا ہے۔

ابن ماجہ نے ابی الدرداء سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہر ایک کا درود جس وقت وہ درود پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا، حضور! آپ کے وصال فرمانے کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا، اللہ کے انبیاء زندہ رہتے ہیں جبھی انبیاء وصال کرتے ہیں۔ یعنی بعد اس کے ان پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوتی ہے ان کی ارواح مقدسہ ان پر لوٹا دیے جاتے ہیں اور ان کی زندگی شہدا کی زندگی کی طرح ہوتی ہے۔ (یہاں پر ابن ماجہ کا کلام ختم ہوتا ہے)۔"

ابن ماجہ کی مذکورہ بالا روایت کے تشریحی حاشیہ میں مولانا محمد ایوب صاحب رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"انبیاء کرام کی زندگی شہدا کی طرح نہیں ہوتی کیونکہ ان کی زندگی معنوی روحانی ہے اور انبیاء کرام کی زندگی، دنیوی، حقیقی اور جسمی ہے۔ جیسا کہ شیخ محقق علی الاطلاق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ الباری نے اپنی کتاب مستطاب اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا

وحیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے ضافے نیست، حیات جسمانی، حقیقی، دنیوی نہ حیات روحانی معنوی چناں کہ شہداء را است انتہی۔ صاحب مظاہر حق (شرح مشکوٰۃ شریف ج ا صفحہ ۴۵۶ سطر ۲۰ تا ۲۲) میں تحریر فرماتے ہیں اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی، جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی، روحانی جیسے شہدا کو ہے اور سوائے ان کے اور اموات (مردے) بھی سنتے ہیں"۔ (تحفة الفحول محولہ بالا ص ۳۷)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے لیکن ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

مذکورہ حوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ نبی اکرم نور مجسم ﷺ ہر مومن کا درود وسلام بلا تمیز قرب وبعد (نزدیکی ودوری) بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے عزیز علیہ ما عنتم (التوبہ ۱۲۸) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اپنے ہر امتی کی تکلیف ومصائب میں اس امداد کو پہنچتے ہیں اور اس نظام کائنات میں اپنی مرضی اور منشا کے مطابق تصرف فرماتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ تمام کائنات آپ ﷺ ہی کی وجہ سے معرض وجود میں آئی۔ حدیث قدسی مشہور ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لولاك لما خلقت الافلاك. (مدارج النبوت)

ترجمہ: اے حبیب ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں (کائنات) کو تخلیق نہ کرتا۔

لہٰذا حضور نبی کریم سرورِ کونین ﷺ کی اس کائنات میں جلوہ افروزی کی خوشی منانا مشروع، مستحب اور باعث رحمت و برکت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فیوض الحرمین، تفہیمات الٰہیہ اور الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین "میں اپنے والد ماجد کا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ "میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر سال ربیع الاول شریف میں حضور ﷺ کے میلاد کی خوشیاں منایا کرتے تھے اور جو کچھ اس وقت موجود ہوتا حضور ﷺ کے نام پر خرچ کر دیا کرتے لیکن گردش دوراں نے ایک سال ایسا بھی لایا کہ شاہ صاحب کے پاس قحط سالی اور تنگ دستی کی وجہ سے کچھ بھی نہیں تھا اور ادھر حضور ﷺ کے میلاد کے مبارک دن آگئے، ہر چند کوششیں کیں ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسی چیز میسر نہیں آئی جسے بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیا جاتا، بہر حال کہیں سے کچھ بھنے ہوئے چنے مل گئے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں وہی بھنے ہوئے چنے میں نے صدقہ کر دیئے لیکن دل آزردہ تھا کہ اس سال میلاد کی خوشی دھوم دھام سے نہ منائی جا سکی۔ رات کو جب میں سویا تو محبوب کبریا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، میں نے دیکھا کہ سرکار دو جہاں ﷺ میرے سامنے تشریف فرما ہیں اور وہی بھنے ہوئے چنے آقا ﷺ کے سامنے رکھے ہوئے ہیں وہ انہیں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں" نیز فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔ "جو آدمی میلاد شریف کی خوشی منائے گا وہ پورا سال اس کے لئے پر امن ہوگا"۔

علماء دیوبند کے مرشد اعظم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ نے اس کا مکمل جواز پیش کیا ہے اور اس کو پسندیدہ امور میں گردانا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں" (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۷ ۲ مطبوعہ مسلم کتابوی لاہور)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمت اللہ علیہ نے اپنے

شہرہ آفاق فتاوی رضویہ میں نہایت ہی تحقیقی اور علمی انداز میں جا بجا میلاد کا جواز اور اثبات پیش کیا ہے۔ من شاء فلیرجع الیھا اس کے باوجود بھی اگر کوئی نہ مانے تو اس کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں کر دیا ہے۔

ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم (البقرۃ: ۷)

(اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعتوں پر مہر لگادی اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ چکا ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی کامل اتباع کرنے اور آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور فاسد عقائد و دین جدید کے پیروکاروں سے محفوظ رکھے۔ آمین وبجاہ النبی الرؤف الرحیم

حسنِ سراپا تمہیں تو ہو

خلیل صمدانی

جس نے خدا کے حکم کو سمجھا تمہیں تو ہو
جس نے خدا کی ذات کو دیکھا تمہیں تو ہو

لوح و قلم سجے تھے تمہارے ہی نام سے
پہلے پہل کھنچا تھا جو نقشہ، تمہیں تو ہو

دنیائے حسن عکس ہے جس کے جمال کا
وہ نورِ حق، وہ حسنِ سراپا تمہیں تو ہو

گذشتہ سے پیوستہ

سلطان العارفین حضرت مخدوم سید علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور معرفت الٰہیہ

پروفیسر غلام سرور رانا گورنمنٹ کالج لاہور

استاد ابو علی وقاق نور اللہ مرقدہ اور شیخ ابو سہل سلوکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے والد گرامی قدر نیشاپور کے اکابر علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ ان کے بقول معرفت الٰہیہ کی ابتداء استدلال اور انتہا فطری تقاضا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ بہشت میں خداوند قدوس کی معرفت فطری ہو گی لہٰذا دنیا میں کیوں اس سے مختلف ہو۔

The inhabitants of Prardise know God intuitively in Paradise because in Paradise no religious obligation is imposed and the Apostles have no fear of being separted from God at the last but enjoy the same security as those who know Him intuitively. The excellence of gnosis and faith lies in their being hidden, when they are made visible, faith becomes compulsory (Jabr) and there is no longer any free will in regard to its visible substance (ayn) and the foundation is religious law are shaken and principle apostasy is annulled.He further pointed out Al-Hujwer was a Sunni and a Hanafite like many Sufis and after him managed to reconcile his theology with an advanced type of mysticism in which the theory

of "annihilation" (fana) holds a dominant place , but he scarcely goes to such extreme length as would justify us in calling him a pantheist. He strennously resists and pronounces heretical the doctrine that human personality can be merged and extinguished in the being of God. He compares annihilation to bruning by fire, which transmutes the quality of all thing to its own quality, but leaves their essence unchanged.

سیر الاولیاء میں مرقوم ہے "سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے خواب میں ایک کتاب دی گئی جس میں لکھا ہوا تھا کہ جہاں تک ہو سکے دلوں کو راحت پہنچا کیونکہ مومن کا دل اسرار الٰہی کا محل ہے نیز فرمایا کہ روز قیامت کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہوگا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا۔

حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آخری وصیت فرمائی تھی، بیٹا میں دنیا سے جا رہا ہوں میں نے تمام عمر جلد سازی کر کے پیٹ پالا اور حلال روزی سے تمہاری پرورش کی -- یاد رکھو اگر تم حلال روزی سے پیٹ بھرتے رہے تو تمہاری بات، تمہاری علیت، تمہاری روحانیت اور تمہارے ایمان میں ترقی ہوگی۔ احب الصالحین و بست منہم لعل اللہ یرزقنی صلاحا یعنی جب ہم اہل اللہ سے محبت کریں گے تو یہ محبت ہمیں کشاں کشاں ان کے قریب لے جائے گی اور جب ہم ان کے قریب ہو جائیں گے تو ان کا کرم ہم پر ہوگا یعنی معرفت الٰہی کی اساس ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے "اے مصیبت! اگر تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تم بھی خداوند قدوس سے میری محبت میں اضافہ ہی اضافہ ہوگا۔

حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے موت سے اس لئے محبت ہے کہ مجھے اپنے رب کی

ملاقات کا اشتیاق ہے۔ پروفیسر نکلسن کے بقول

Mystics of every race and creed have described the progress of the spiritual life as a journey or a pilgrimage other symbols have been used for the same purpose but this one appears to be almost universal in its range. The sufi who sets out to seek God calls himself a traveller(Salik) the advances by slow stages (maqamat) along a path (tariqat) to the goal of union with Reality (fana- fil Haqq).

ترجمہ: ہر نسل اور عقیدہ کے صوفیاء نے روحانی زندگی کی ترقی کو ایک عام سفر یا ایک متبرک سفر کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔ اس غرض کے لئے دیگر علامات بھی استعمال کی گئی ہیں لیکن اپنی حدود میں یہ علامت تقریباً آفاقی صورت میں ظاہر ہوتی ہے جو صوفی خدا کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو "مسافر" کہتا ہے وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے اور راستہ (طریقت) پر آنے والی منزلوں (مقامات) کو طے کرتے ہوئے آخری منزل پر پہنچتا ہے جو حقیقت کبریٰ سے ملاپ ہے یعنی فنا فی الحق یہی معرفت الٰہیہ کی اصل اصیل ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے من التفت الی الاغیار فمعرفته زنار یعنی جس نے غیر کی طرف نظر کی اس کی معرفت زنار یعنی شرک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام غار سے نکلے تو دن کا وقت تھا اور دن کے وقت رب العزت کی معرفت کے حصول کے لئے کافی دلائل وبراہین موجود تھے اگر استدلال سے معرفت کا حصول ممکن ہوتا تو آپ کو دن میں معرفت حاصل ہو جاتی لیکن جوں ہی رات ہوئی تو آپ نے ستارہ دیکھا اور معرفت الٰہیہ حاصل کی۔ اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ جب چاہتا ہے بندہ کو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے اور اپنی معرفت سے آگاہ کر دیتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "عارف لوگ تو اپنی معرفت پر

فخر کرتے ہیں اور میں اپنی جہالت کا اقرار کرتا ہوں اس سے صاف ظاہر ہے کہ معرفت کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جو کہ نجات کا ذریعہ ہے۔ یقین کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

مخدوم امم سید ہجویر فرماتے ہیں کہ "ہر حال میں سب سے فنا ہو اور اس کا وجود مظہر اسرار حق ہو تاکہ اس کا کلام حق کے حوالے سے ہو اور اس کا ہر فعل اسی طرف منسوب ہو۔ حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "عشق دل سے محبوب کے سوا تمام چیزوں کو محو کر دیتا ہے" کسی نے کیا خوب کہا ہے

یہ کم نہیں ہے کہ عشق نبی کے صدقے میں ملا وہ درد کہ جس کو دوا کہا جائے

Imam Abu Muhammad Jaffer bin Muhammad bin Ali bin Husain says "one who perceived God has turned his face from every other object"

معرفت الٰہیہ کے سلسلہ میں مشائخ کرام و عظام کے اسرار و رموز درج ذیل ہیں حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "معرفت یہ ہے کہ عارف کو کسی چیز شے تعجب نہ ہو" عارف کو تعجب اس بات پر کرنا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے مشت خاک (انسان) کو کن کمالات سے آراستہ فرمایا ہے اور ایک خون کے قطرہ کو اتنے بڑے مدارج سے سرفراز کیا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور قرب و وصال کے لائق ہوا۔

حضرت ذوالنون مصری نور اللہ مرقدہ کا قول ہے "معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ بندہ کو اپنے اسرار و رموز سے آگاہ فرماتا ہے بذریعہ لطائف انوار۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قلب بندہ کو از راہ کرم اپنے نور سے منور کرتا ہے اور تمام آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اقدس ہے المعرفتہ دوام الحیرۃ یعنی معرفت نام ہے ہمیشہ

متحیر رہنے کا۔ حیرت کی دو اقسام ہیں: ایک ہستی کے متعلق دوسری کیفیت کے بارے میں۔ ہستی میں حیرت و شرک کفر ہے اور چگونگی (کیفیت) میں حیرت معرفت ایک عارف کامل فرماتے ہیں یا دلیل المتحیرین تحیرا اے حیرانوں کی دلیل مجھے میری حیرت زیادہ دے۔ جب بندہ دیکھتا ہے کہ اس کی اپنی ہستی کے حرکات و سکنات سب اللہ کے ہاتھ میں ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں کون ہوں جیسا کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا من عرف نفسہ، فقد عرف ربہ جو اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے یقیناً وہ اپنے رب کو جان لیتا ہے۔ تو پھر عقل فنا ہو کر صفت باطل ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب عین عقل میں نہ آئے تو اس کی معرفت سوائے تحیر کے ممکن نہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "معرفت یہ ہے تو تجھے معلوم ہو جائے کہ تیری حرکات و سکنات حق تعالیٰ سے ہیں۔ جان لینا چاہئے کہ انسان کے تمام افعال استعارہ انسان کے افعال ہیں دراصل حقیقتاً حق تعالیٰ کے افعال ہیں فاعل حقیقی وہی ذات اقدس ہے، حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

His words are few and his amazement perprtual because only finite things admit of being expressed in words and since the infinite can not be expressed in words and since the infinite can not be expressed, it leaves no resource except perpetual amazement.

یعنی من عرف اللہ قل کلامہ و دام تحیرہ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی اس کا بولنا کم ہو جاتا ہے اور حیرت دائمی ہو جاتی ہے۔

Accoding to Hazrat Data Ganj Bakhsh(Radi Allah Anhu) A true sufe is he who leaves inpurity behind. And again" He that is purified by love fo: God is a sufi". He further said

"True love is the real sign of knowledge of God and true love serves all the connection and ties man except God"Hazrat Sahl bin Abdullah al Tustari said " The sun does not rise or set upon anyone on the face of the earth , who is not ignorant of God, unless he prefers God to his own soul and spirit and to his present and future life"

حضرت شبلی نور اللہ مرقدہ کا قول مبارک ہے کہ حقیقۃ المعرفۃ لعجز عن المعرفۃ باللہ یعنی یہ حقیقت معرفت یہ ہے کہ معرفت حق سبحانہ سے بندہ خود کو عاجز سمجھے اور ہمیشہ بندہ اس راہ میں سوا عجز کے کوئی اور پتہ دے یعنی سمجھ آئی سمجھ میں کچھ نہ آیا، سمجھنا ہی تمہاری بس خطا ہے۔ عجز کی دو علامات ہیں اولاً تمہارے ہوش و حواس جاتے رہیں ثانیاً کہ حق تعالیٰ کی تجلیات کا غلبہ ہو جس کی وجہ سے نہ کوئی پہچان ہو سکتی ہے نہ تمیز یہاں تک کہ عاجز یہ بھی جانتا کہ وہ عاجز ہے جب لوگوں کے ہوش و حواس بحال ہیں اور نہ تم غلبہ تجلیات ربانی سے مغلوب ہو جب تک غیر اللہ دل میں ہو تو معرفت الہیہ سے عجز کا دعویٰ کیا؟ حضرت ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں کہ "جب سے میں نے اللہ جل مجدہ کی معرفت حاصل کی ہے میرے دل میں اندیشہ حق و باطل تک نہیں آتا"۔

Since I have known God, neither truth nor falsehood has entered my heart when a man feels desire and passion he turns to the soul (dil) in order that it may guide him to the lower soul (nafs) which is the seat of falsehood and when he finds the evidence of gnosis, he also turns to the soul in order that it may guide him to the spirit, which is the source of truth

and reality. But when aught except God enters the soul the gnostic if he turns to it, it commits an act of agnosticism. There is great differnce between one who turns to the soul and one who turns to God.

حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس نے حق تعالیٰ پہچان لیا وہ دنیا سے علٰحدہ ہو گیا بلکہ دنیا کے متعلق بیان کرنے سے گونگا ہو گیا اور اپنے اوصاف سے فانی ہو گیا۔

He who knows God is cut off from all things, nay, he is dumb and object ie he is unable to express anything and all his attributes are annihilated.

پھر رسالت مآب ﷺ نے فرمایا لا احصی ثناء علیك ۔ مولیٰ کریم! میری زبان کو یہ طاقت نہیں کہ وہ تیری ثناء کا حق ادا کر سکے پھر فرمایا انا افصح العرب العجم میں عرب اور عجم میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ اس کا سر مکنون یہ ہے کہ رحمت عالم نور مجسم نبی ذی حشم رسالت مآب ﷺ اس وقت مقام حضوری پر فائز المرام تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اپنے بارے میں کچھ کہوں تو اپنی بات سے خود محجوب ہوتا ہوں اور اگر تیرے بارے میں لب کشائی کروں تو مقام قرب میں اپنے اس فعل سے حرف آتا ہے پس میں کچھ نہیں کہتا۔ فرمان الٰہی ہوا کہ اے محمد ﷺ اگر آپ کچھ نہیں کہتے تو میں کہتا ہوں بعمرك اذ سكت عن ثنائی فاکمل منك ثنائی مجھے تیری زندگی کی قسم میری ثنا تیری خاموشی ہی میری سب سے بڑی ثنا ہے یعنی اگر تو میری ثنا سے سکوت میں ہے تو میں نے کائنات کے ذرے ذرے کو تیرا نائب بنا کر حکم دیا ہے کہ میری ثنا کریں اور یہ ثنا تیری طرف سے شمار، ہو کسی نے رسالت مآب ﷺ کے حضور کیا خوب نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم در جہاں جز تو حبیبم
بریں نازے کہ ہستم امت تو گناہ گارم و لیکن خوش نصیبم

اسی مقام پر تصوف کے عظیم شہسوار حضرت مولانا محمد عمر الدین چشتی نظامی گڑھ شنکری رسالت مآب ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے رطب اللسان ہیں۔

حق ایزد سنان اغثني یا رسول اللہ ندارم غیر حق رحمٰن اغثني یا رسول اللہ
ہوالظاہر خدا خوانم ہو الباطن خدا دانم باول و آخرم سبحان اغثني یا رسول اللہ
وجودت رحمت عالم چرا در معصیت نالم بہ نیل حالم بکن درماں اغثني یا رسول اللہ

حضرت ابوالحسن علی بن عثمان الجلابی الہجویری الغزنوی لاہوری صاحب کشف المحجوب کے حضور ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں

پیر عارف و طریقت علی ہجویری پیکر مہر و محبت علی ہجویری
ہادی و رہبر عشاق طریقت گشتہ سرو گلزار شفاعت علی ہجویری
منبع علم تصوف بہ جہان عرفان کشف محجوب حقیقت علی ہجویری
عشق پاکش بہ خدا مایہ تسلیم و رضا گلشن فکر رضایت علی ہجویری
سجدش گنبد نور است و منار افلاک نور عرفان و جلالت علی ہجویری

حقیقت حال یہ ہے کہ معشوق حقیقی کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا عاشق صرف اسے چاہے لیکن محبوب حقیقی اللہ جل مجدہ چاہتا ہے کہ اس کا ہر عاشق اس کے محبوب کو چاہے اور اس عشق کے عوض خود اس کا محبوب بن جائے تو عشق حقیقی سے سرخرو ہوگا اور خود ذات حق کا محبوب بن جائے گا۔ یہی وہ مقام ہے جسے طالب حق تعالیٰ اعزاز کے طور پر پاتا ہے یعنی محبوب کے محبوب کو محبوب رکھنے والا ہی محبوب کا محبوب ہوگا۔ حقیقت حال میں یہی معرفت الٰہیہ ہے

در کفے جام شریعت، در کفے سندان عشق ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن

کشف المحجوب شریف معرفت الٰہیہ پر فارسی زبان کی وہ عظیم تصنیف اور انسائیکلو پیڈیا ہے

جسے تصوف کے آئین کا درجہ حاصل ہے اور یہ بذات خود مرشد کامل کی حیثیت رکھتی ہے جس سے ہماری روح کے ویرانے معطر ہو سکتے ہیں کیونکہ نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے اور نفس کی نجات کا واحد ذریعہ خوف الٰہی ہے۔ مزید فرماتے ہیں عارف کے لئے عالم ہونا ضروری نہیں لیکن ہر عالم عارف نہیں ہو سکتا۔ یہی معرفت الٰہیہ اور تصوف عین اسلام بلکہ حقیقت اسلام ہے۔ ولیم سٹوڈرٹ نے "صوف ازم" معرفت الٰہیہ کے بارے میں کیا جامع اشارہ کیا ہے

There is no Sufism without Islam. Sufism is the spirituality of Islam. The Shariat is the vehicle or expression of Haqiqat and this is why the Sufis are always among the most ardent defenders of outward law(Shariat).

آج ہم میں سے کتنے ہیں جو کشف المحجوب شریف جیسی بلند پایہ اور مستند تصنیف منیف کے نام سے واقف ہیں حالانکہ ہمارا نذرانہ عقیدت آپ کی بارگاہ عالیہ میں صرف اور صرف یہی ہونا چاہئے کہ ہم آپ کے عظیم مشن کو جاری و ساری رکھیں جو آپ کا مقصد حیات تھا اور جس کے لئے تا دم حیات کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بزرگان دین کی تعلیمات کا مرکز و محور بنائے اور ہم سب کو حضرت داتا گنج بخش ﷺ کے ارشادات و فرمودات کو حرز جاں بنانے اور آپ کی سیرت و صورت کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق سے ہمکنار کرے لیکن اس کے لئے ضروری ہو گا کہ آپ کی تعلیمات سکول سے یونیورسٹی سطح تک شامل نصاب ہونی چاہئیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ کشف المحجوب شریف جیسی مایہ ناز تصنیف منیف کے نسخہ سمرقندی کا معیاری اور سلیس اردو ترجمہ سستے داموں محکمہ اوقاف فراہم کرے تاکہ زائرین اور عقیدت مند ملکی اور بین الاقوامی طور پر آپ کے افکار عالیہ سے مستفیض و مستنیر ہو سکیں۔ تیسری گذارش جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے جامعہ ہجویریہ کے قیام کو جامعہ الازہر

کے پیٹرن پر جدید تقاضوں کی روشنی میں عمل میں لایا جائے (جس کے بارے میں خاکسار گذشتہ ربع صدی سے معروضات پیش کر رہا ہے) لیکن دینی علوم کو ممتاز اور ممیز پوزیشن حاصل ہونی چاہئے۔ اگر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کا قیام ممکن ہو چکا ہے، قائداعظم یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی علامہ اقبال میڈیکل کالج، فاطمہ جناح میڈیکل کالج معرض وجود میں آسکتے ہیں تو اس عظیم کار خیر میں دیر کیوں؟ جس کا اعلان متعدد بار سابق وزرائے اعظم، سابق وزاء کرام، سابق چیف منسٹر صاحبان کر چکے ہیں لیکن عملی پذیرائی ندارد۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء ایک انوکھے ارفع واعلیٰ مقام کے حامل ہوں گے کیوں نہ ہو۔

شاہ عالم، فخر آدم، قطب جملہ اولیاء — سید عالی نسب، فرزند خاص مصطفیٰ
سر حق اسرار احمد نور پاک مرتضیٰ — مرحبا ؤ مرحبا ؤ مرحبا ؤ مرحبا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا — ناقصاں را پیر کامل. کاملاں را رہنما

ماخذ و مراجع

(۱) علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب اردو ترجمہ از علامہ سید محمد احمد قادری لاہور ۱۹۹۲ء۔

(۲) علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب اردو ترجمہ از سید محمد فاروق القادری لاہور ۱۹۹۸ء۔

(۳) علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب اردو ترجمہ ظہیر احمد بدایونی، ظہیر المطلوب لاہور ۱۹۰۹ء۔

(۴) علی بن عثمان الہجویری کشف المحجوب (فارسی) لاہور ۱۹۹۱ء قلمی نسخہ میاں خوشی محمد، مجاور حضرت داتا گنج بخش۔

(۵) علی بن عثمان الہجویری کشف المحجوب، ژوکوفسکی تحقیق نویں محمد عباسی تہران موسسہ مطبوعاتی امیر کبیر۔

(۶) علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب اردو ترجمہ محمد الطاف یزدی لاہور ۱۹۹۲ء

(۷) رینالڈ اے نکلسن، دی مس ٹکس آف اسلام لاہور ۱۹۷۹ء۔

(۸) رینالڈ اے نکلسن آئیڈیا آف پرسنیلٹی آف گاڈ ان اسلام لاہور ۱۹۳۹ء۔

(۹) ابوالحسنین محمد یوسف علی، تعلق ذات سے کائنات تک کی یکجہتی نیابت اور معراج کا اصلی حقیقی اور فطری تقاضا اسلام آباد ۱۹۸۵ء۔

۱۰) حضرت مولانا محمد عمر الدین طالب گڑھ شنکری، دیوان طالب چشتی لاہور ۱۹۹۳ء۔

(۱۱) حضرت مولانا محمد عمر الدین طالب گڑھ شنکری، شجرہ اصحاب چشت سیالکوٹ ۱۳۱۶ھ۔

(۱۲) علی بن عثمان الجویری کشف المحجوب اردو ترجمہ از فضل الدین گوہر لاہور ۱۹۸۳ء۔

(۱۳) The Sufi Path Series Book- 7, Lahore.

(۱۴) The Sufi Path Series Book- 3, Lahore.(The Assocoation of spiritual training)

(۱۵) ٹرائی منگھم جے سپنسر: دی صوفی آرڈران اسلام لندن ۱۹۷۱ء آکسفورڈ یونیورسٹی پریس۔

(۱۶) علی بن عثمان الجویری، کشف المحجوب، انگریزی ترجمہ رینالڈاے نکلسن لاہور ۱۹۹۲ء۔

(۱۷) ابونصر سراج: کتاب اللمع فی التصوف، اسلام آباد ۱۹۸۶ء اردو ترجمہ ڈاکٹر محمد حسن۔

(۱۸) مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی لاہور نور کمپنی

(۱۹) عبدالقادر ابوالنجیب سہروردی، آداب المریدین تصحیح نجیب ماء ہروی۔ ایران چاپ اول ۱۴۰۴ھ۔

(۲۰) حیات و تعلیمات حضرت داتا گنج بخش لاہور ۱۹۸۲ء۔

(۲۱) ایضاً ۱۹۹۲ء

(۲۲) ایضاً ۱۹۹۳ء

(۲۳) ایضاً ۱۹۹۴ء

(۲۴) ایضاً ۱۹۹۵ء

(۲۵) صاحبزادہ محمد سلیم شاہی نقشبندی کنز الطالبین من مراۃ المتقین لاہور ۱۹۹۶ء

(۲۶) ختم الرسل، نبی احمد خان لودھی راولپنڈی ۱۹۹۵ء

(۲۷) انیس احمد شیخ، انوار الکریم لاہور ۱۹۷۹ء۔

(۲۸) دی جرنل آف پولیٹیکل سائنس نمبر ۱۲ جلد ۱۸ گورنمنٹ کالج لاہور ۱۹۹۵ء

(۲۹) میرزا عبدالقادر بیدل، دل بیدل، مجلس تحقیق و تالیف فارسی لاہور۔

(۳۰) ڈاکٹر محسن فاروقی، مقامات قرآنی کراچی ۱۹۹۸ء

(ختم شد)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محسن احسان

لذتِ جاں اس نے دی، حرف آشنا اس نے کیا
بے نوا محسن کو سرمستِ نوا اس نے کیا

ہاتھ پھیلانا ہے توہینِ وقارِ آدمی
آدمی کو واقفِ سرِ انا اس نے کیا

ایک لمحے میں وہ چھو آیا فرازِ عرش کو
آسماں کی رفعتوں کو زیرِ پا اس نے کیا

اس ریاضِ دہر میں دے کر سبق توحید کا
اک خدا کو لائقِ حمد و ثنا اس نے کیا

جو دعا دل سے مرے نکلی وہ پوری ہو گئی
مجھ سے عاصی کو محسن کب خفا اس نے کیا

گذشتہ سے پیوستہ

استفتاء

(درود تاج و عرس کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزوی

مہتمم دارالعلوم سبحانیہ حنفیہ شکرپورہ روڈ حاجی آباد پشاور

تفسیر روح البیان میں ان اہل اللہ عاشقان رسول ﷺ کی شان کی وضاحت اس طرح فرمائی۔

واعلم ان اللہ تعالیٰ کما جعل فی امۃ موسیٰ علیہ السلام من النقباء المختارین المرجوع الیہم عند الضرورۃ اثنی عشر کذلک جعل من کمال عنایتہ فی ھذہ الامۃ من النجباء البدلاء و اعزۃ الاولیاء اربعین رجلا فی کل حال و زمان. الیٰ ان قال کما قال علیہ الصلاۃ والسلام بھم ترزقون وبھم تمطرون وبھم یدفع اللہ البلاء---الخ . (ص ۳۶۳ ج ۲ تفسیر روح البیان)

ترجمہ : اور جان لو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے امت موسیٰ علیہ السلام میں بارہ برگزیدہ نقباء مقرر فرمائے تھے جبکہ مصائب اور ضرورت کے وقت لوگ ان کی طرف رجوع کیا کرتے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایات خاص سے اس امت میں معزز ترین اولیاء میں سے چالیس اشخاص کا تقرر فرمایا ہے جو ہر زمانہ اور ہر حال میں دنیا میں موجود رہتے ہیں جو نجباء اور ابدال کے نام سے موسوم ہیں جیسے کہ فرمایا حضور ﷺ نے ہماری امت میں چالیس نفر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلق پر ہوتے ہیں اور سات افراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلق پر ہوتے ہیں اور ایک ولی ہمارے خلق پر ہوتا ہے پس یہ تمام اولیاء مختلف مراتب اور مقامات و مناصب پر متعین ہیں اور یہ سب اولیاء ہماری امت کے امین ہیں۔ فرمایا حضور ﷺ نے ان کی وجہ (برکات) سے

تم کو رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ (برکات) سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے اور ان کی برکات سے اللہ تعالیٰ تم سے ہر قسم کی بلاء دفع فرماتا ہے۔

مقام غور ہے کہ زید اور اس کے دیگر ہمنوا تو یہ عقیدہ بھی نہیں رکھتے اور اسکے بھی قائل نہیں ہیں کہ حضور ﷺ کے وسیلہ اور برکت سے بلا دفع ہو۔ حالانکہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت میں میرے عاشق اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیاء کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے بارش برسائی جاتی ہے اور تم سے مصائب وبلا دفع ہوتی ہے۔ سبحان اللہ جب افراد امت کا یہ مقام ہے تو پھر عقل پر زور دے کر ذرا سوچنا چاہئے کہ امت والے کا کیا مقام ہوگا۔ اسی طرح اسی تفسیر کی جلد ۸ میں ہے

ومن خواص الاولیاء من یقال لھم الاوتاد وھم اربعة واحد یحفظ المشرق باذن اللہ تعالیٰ ویقال لہٗ عبدالحی و واحد یحفظ المغرب ویقال لہٗ عبدالعلیم و واحد یحفظ الشمال ویقال لہٗ عبد المرید و واحدیحفظ الجنبوب ویقال لہٗ عبدالقادر وکان الامام الشافعی رحمۃ اللہ علیہ فی زمانہ من الاوتاد الاربعة علی ما نص علیہ الشیخ الاکبر قدس سرہُ الاطھر فی الفتوحات.وببرکات الاولیاء یاتی المطرمن السماء ویخرج النبات من الارض وبدعائھم یدفع البلاء عن الخلق وان حیاتھم ومماتھم سواء......الخ (ص ۲۳۳ ج۸ تفسیر روح البیان)

ترجمہ: اور اولیاء کے خواص میں سے یہ ہے کہ بعض اولیاء کو اوتاد کہتے ہیں اور ان کی تعداد چار ہے ان میں سے ایک مشرق کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کو عبدالحیٔ کہتے ہیں اور ان میں سے ایک مغرب کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو عبدالعلیم کہتے ہیں اور ایک ان میں سے شمال کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو عبدالمرید کہتے ہیں اور ان میں سے ایک جنوب کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو عبدالقادر کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں اوتاد اربعہ میں سے تھے جیسے کہ تصریح فرمائی ہے شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحات میں اور ان اولیاء کی برکت سے

بارش برستی ہے آسمان سے اور انکی برکت سے زمین نباتات اگاتی ہے اور انہی کی دعا سے بلا دفع ہوتی ہے مخلوق سے اور ان کی موت اور حیات اس معاملے میں یکساں ہے کیونکہ یہ حضرات اضطراری موت سے قبل اپنے وجود کے اوصاف سے مرچکے ہوتے ہیں اور ان کا عمل پوراپورا (موتو اقبل ان تموتوا) پر ہوتا ہے۔

مشو بمرگ ز امداد اہل دل نومید   کہ خواب مردم آگاہ عین بیداریست

نوٹ: یہ خیال کہ جب ولی مرگیا تو اس کے مراتب، مقامات، کرامات سب ختم ہوجاتے ہیں سخت احمقانہ خیال ہے۔ اس بارے میں "مشارق الانوار" کا ایک حوالہ پیش ہے

وقد نقل العارف الشعرانی عن بعض مشائخہ ان اللہ یوکل بقبر کل ولی ملکا یقضی حوائج الزائرین وتارۃ یخرج الولی بنفسہ من القبر ویقضی الحاجۃ......الخ.

(ص ۱۴۷ ج ۱ مشارق الانوار)

ترجمہ: حضرت عارف شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ولی کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو حاجت مند زائرین کی حاجات کو پورا کرتا ہے اور کبھی ولی بنفس نفیس اپنی قبر سے باہر نکل آتا ہے اور حاجت والے کی حاجت پوری کرتا ہے اور یہ اس لئے کہ اولیاء عالم برزخ میں آزاد ہیں پابند نہیں اور ان کی ارواح بھی آزاد ہوتی ہیں یہی ہے عقیدہ اہل سنت وجماعت کا جو اس کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

وضاحت: مستفتی مظہر الحق صاحب اور زید صاحب کو اب مطمئن ہونا چاہئے کیونکہ ان مستند حوالوں سے ثابت ہوا کہ رب ذوالجلال اپنے محبوب بندوں کو بہت بڑی طاقت سے نوازتا ہے اور ان کے ذمہ بہت اہم امور سپرد کئے جاتے ہیں جنہیں کسی مصائب آفات وبلیات ٹالنا یا کسی کو تہہ وبالا کرنا ان کے لئے کوئی مشکل کام اس واسطے نہیں کہ ان کی طاقت خدائی طاقت ہوتی ہے تو جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک امتی جو کام کرسکتا ہے کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناممکن ہے۔ حاشا۔ تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء وغیرہ پر اعتراض کیوں اور کیسے؟ فافہم وتدبر

میرا یقین محکم ہے کہ زید جو درود تاج کے پڑھنے کو شرک کہتا ہے تو اس کے پاس ضرور "فتاویٰ رشیدیہ" ہے اور اسی کے بل بوتے وہ باتیں کرتا ہے۔ لیکن یہ معلوم رہے کہ "فتاویٰ رشیدیہ" دیوبندیوں کا فتاویٰ ہے جو کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک در خور اعتناء نہیں کیونکہ اس فتاویٰ نے اہلسنت وجماعت کے تمام جائز معمولات، مسنون اور مستحب امور پر شرک و بدعت کے فتوے چسپاں کئے ہوئے ہیں جو علماء اہلسنت کے نزدیک مذکورہ فتاویٰ قابل عمل ہی نہیں یہ فتاویٰ نہیں بلکہ حضرات دیوبندی مولویوں کے پاس شرک وبدعت کے فتووں سے بھری ہوئی تھیلی ہے، جب اور جہاں چاہیں اہل سنت حضرات کے وہ معمولات جو ان کی طبیعت کے خلاف ہوں جھٹ سے فتویٰ نکالا تھیلی سے اور پھٹ سے اہلسنت کے اس کام پر جڑ دیا کہ بھائی یہ تو شرک ہے، درود تاج کے مبینہ فضائل بدعت ہیں۔

درود تاج کے بارے فتاویٰ رشیدیہ کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

سوال: چہ فرمایند علماء دین رحمکم اللہ تعالیٰ در ثبوت وفضیلت وثواب درود تاج کہ اکثر عوام بالخصوص جہلا شہرت دارد و مندرجہ الفاظ آں نسبت رسول اللہ ﷺ کردہ، دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم...... الخ. آیا خواندن آں ومعتقد فضیلت وثواب آں از ادلہ شرعیہ ثابت ودرست است یا منع وشرک وبدعت بینوا و توجروا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۵)

ترجمہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمکم اللہ کہ درود تاج کا ثبوت اس کی فضیلت اور ثواب جو اکثر عوام خاص کر جہلاء میں مشہور ہے اور اس میں جو الفاظ درج ہیں جن کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہوئی ہے جو یہ ہیں۔ دافع البلاء ولوباء والقحط والمرض وغیرہ الخ ہیں تو کیا اس کا پڑھنا اور اس کے ثواب اور فضیلت کا اعتقاد شرعی دلائل سے ثابت اور درست ہے یا کہ اس درود کا پڑھنا ممنوع اور شرک وبدعت ہے وضاحت فرمائیں کہ اجر پاویں۔

سوال فارسی میں تھا جس کا ترجمہ میں نے اردو میں کر دیا ہے جواب بھی فارسی میں ہے لیکن اس کا ترجمہ اردو میں کرتا ہوں تا کہ باعث طول نہ ہو۔

جواب: درود تاج کے وہ فضائل جو بعض جہلاء بیان کرتے ہیں غلط ہیں کیونکہ کسی چیز کی فضیلت یا ثواب شارع علیہ السلام کے بیان کرنے کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی اور اس درود کی تالیف صدہا سال گزرنے کے بعد ہوئی پس وظیفہ ان الفاظ کا کیسے باعث ثواب قرار دیا جا سکتا ہے اور وہ جو احادیث صحیحہ میں درود کے صیغے وارد ہیں ان کو ترک کرنا اور اس درود تاج کو بہت بڑے ثواب کے لائق سمجھ لینا اور اس کا وظیفہ کرنا بدعت ضلالہ ہے اور جب اس میں شرکیہ کلمات مذکور ہیں تو اسے عوام کے عقائد خراب ہونے کا اندیشہ ہے لہذا درود تاج کا وظیفہ کرنا ممنوع ہے پس عوام کو درود تاج سکھانا گویا ان کو زہر قاتل دینے کے برابر ہے کیونکہ اسے سینکڑوں آدمی شرکیہ عقیدے کے فساد میں مبتلا ہو جائیں گے اور یہ درود تاج ان کی ہلاکت کا باعث بنے گا۔

یہ ہے فتویٰ "فتاویٰ رشیدیہ" میں رشید احمد گنگوہی صاحب کا جو سر تا پا شرک سے بھرا ہے خدا کی پناہ ایسے فتوؤں سے۔

وضاحت: گنگوہی صاحب کا مذکورہ فتویٰ غلط ہے۔

بوجوہ نمبر ۱: درود تاج کے مؤلف صاحب راعی الغنم نہ تھے ان کے مقام سے ناواقفیت کی بنا پر ایسا فتویٰ صادر کیا گیا ہے۔

نمبر ۲: درود تاج کی تالیف سے لے کر آج تک علماء کرام مشائخ عظام نے اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا ہے۔

نمبر ۳: یہ کہ درود تاج جید علماء کرام مشائخ عظام کے معمولات میں سے ہے۔

نمبر ۴: یہ کہ صدہا سال گزرنے پر اسلام میں کسی بھی نیک کام کی ایجاد ممنوع نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب ہے بوجہ قول سرور کونین ﷺ

"من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها" (الحدیث مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: جس نے اسلام میں کسی بھی نیک کام کی بنیاد ڈالی اس پر اس کے لئے اجر ہے اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اتنا اجر اس کو بھی ملتا ہے گا۔ تشریح فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷۹ میں ہے۔

اور یہ تو ہم بار بار بتاتے سمجھاتے آرہے ہیں کہ قرون ثلثہ میں بہیئت کذائی (بصورت موجودہ) موجود نہ ہونے سے کوئی چیز ممنوع وناجائز نہیں ہو سکتی۔ علماء کرام نے صدہا امور میں کہ قرون ثلثہ میں نہ تھے باجود محدث ونوپید ہونے کے حکم جواز بلکہ استحسان کا دیا ہے اور اسے نہ صرف مباح وجائز بلکہ مستحب ومستحسن اور بہ نیت خیر کار ثواب ٹھہرایا ہے مثلاً عامہ کتب میں نماز میں تلفظ، نیت (زبان سے کہہ لینا) مستحب فرمایا...... انتھی۔ لہٰذا درود تاج شریف کے صدہا سال گزرنے کے بعد ایجاد ہونے میں کوئی خرابی نہیں۔

نمبر ۵: یہ کہ درود تاج شریف میں دافع البلاء والوباء وغیرہ الفاظ کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہونے اور اس کے پڑھنے سے شرک نہیں ہوتا، بلکہ مانع کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے اور کتب سیرت وتواریخ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

نمبر ۶: یہ کہ گنگوہی صاحب کا فتویٰ اپنے ہی پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے معمول سے متصادم ہے کیونکہ حاجی امداد اللہ صاحب اور علامہ اشرف علی صاحب درود تاج کا وظیفہ کیا کرتے تھے اور حضرت امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مریدین کو اس کی تلقین بھی کیا کرتے۔

(تاج الابتہاج ص ۲)

نمبر ۷: یہ کہ گنگوہی صاحب شاید یہ بھول گئے کہ حضور اقدس ﷺ عالمین کے لئے خدا کی رحمت ہیں تو بھلا جہاں رحمت کا گذر ہو وہاں پھر "بلاء، وباء" وغیرہ کا مقر ہو، یہ کیسے ممکن ہے، اسی لئے مؤلف تاج الابتہاج نے لکھا ہے کہ "مولانا امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جن کو علماء دیوبند شیخ الہند اور اعلم علماء مکہ کہتے ہیں، اپنے مریدین کو منع کر دیا تھا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے متبعین کے ارشادات نہ سنیں (حوالہ تقدیس الوکیل صفحہ ۳۰۷ مطبوعہ صدیقی پریس قصور ۱۳۱۲ھ)

مؤلف "تاج الابتہاج فی توضیح درود تاج" نے بھی مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا مذکورہ فتویٰ درج کیا ہے اور اس پر بہت رد لکھا ہے، خواہش مند حضرات مذکورہ کتاب کا مطالعہ کریں۔

زید کا عقیدہ کہ درود ابراہیمی کے علاوہ دوسری کتب وظائف کا پڑھنا باعث شرک ہے تو اس بارے زید کے اکابرین سے متعلق ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

دیوبندی حضرات کے عقائد کا مجموعہ کتاب المہند صفحہ ۱۵ میں ہے

"ہمارے نزدیک (یعنی دیوبندیوں کے نزدیک) آنحضرت ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے، خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس ن مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں (نداء یارسول اللہ صفحہ ۱۱۶)

اسی طرح فتویٰ اشرفیہ میں ہے مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں "دلائل الخیرات اپڑھنا پڑھانا بغیر اجازت لئے جائز تو ہے مگر وہ فائدہ نہ ہوگا جو اجازت سے ہوتا ہے اگر بلا اجازت کوئی شخص پڑھتا پڑھاتا ہو وہ بھی نفع سے محروم نہ ہوگا (فتاویٰ اشرفیہ امدادیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۱۴۰)

اسی طرح تبلیغی جماعت کے (تبلیغی نصاب) میں صفحہ ۷۷۳ پر دلائل الخیرات پڑھنے اور اس کے مؤلف کے فضائل وغیر کا ذکر مذکور ہے (نداء یارسول اصفحہ ۱۱۵)

حضور ﷺ کا دافع البلاء ہونے کا ثبوت

:"شواہد الحق" میں ہے "میدانِ بدر میں امیہ بن خلف نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر وار کیا اور ان کا بازو کندھے سے جدا ہو گیا تاہم حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے امیہ کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ ان کے ہاتھ کو اپنے دست اقدس سے جوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شفاء کاملہ بخشی۔ اس سے بڑی بلا اور کیا ہوگی۔ (شواہد الحق صفحہ ۱۲۸)

وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان امرءۃ جاءت بابن لھا الی رسول اللہ ﷺ فقالت یا رسول

اللہ ان ابنی بہ جنون - الحدیث (رواہ الدارمی مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۱)

ترجمہ : روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائی اور بولی یارسول اللہ ﷺ میرے اس بچے کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام اور صبح پکڑتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیر اور دعا فرمائی، مریض کو قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالا پلا سا نکلا جو چلتا تھا۔ (مرآۃ صفحہ ۲۴۱)

"شواہد الحق" میں ہے جب جنگ احد میں مسلمانوں کو جب شروع شروع میں ہزیمت اٹھانا پڑی تو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان حضور ﷺ کے ساتھ ہی رہے ان کی آنکھ پر ایک کاری خم آیا جس سے آنکھ باہر نکل آئی لیکن حضور ﷺ نے اسے ان کی چشمانہ میں لگادیا، آنکھ بالکل صحیح ہوگئی اور اس کی نظر پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوگئی (شواہد الحق صفحہ ۱۳۶)

جب حضور ﷺ غزوہ تبوک سے مدینہ منورہ لوٹے تو اطراف واکناف سے قافلے حاضر ہونے لگے، انہی دنوں بنی مرۃ کا ایک وفد پہنچا جو تیرہ افراد پر مشتمل تھا، انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے ملک میں اس سال بارش نہ ہونے کے باعث قحط پڑ گیا ہے، گھاس تک پیدا نہیں ہوئی، آپ ﷺ دعا فرماویں حضور ﷺ نے فرمایا اللھم اسقھم الغیث۔ یعنی اے اللہ انہیں بارش سے سیراب کردے جب وہ لوگ وطن واپس گئے تو ابناء وطن کو خوشحال پایا اور قحط کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ (شواہد الحق صفحہ ۷۷)

اسی طرح مشکوۃ میں ہے

و عن ابی الجوزاء قال قحط اھل المدینۃ قحطا شدید فشکور الی عائشہ رضی اللہ عنہا فقالتانظروا قبر النبی ﷺ --- الحدیث (مشکوۃ صفحہ ۵۴۵)

ترجمہ : روایت ہے ابوالجوزاء سے، فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی یعنی قحط سالی کی، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کی طرف غور کرو اور چھت میں ایک طاق آسمان کی طرف بنالو حتی کہ قبر انور

اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے، لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے حتی کہ چارہ اُگ گیا اور اونٹ موٹے ہوگئے، حتی کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے اور اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔ یعنی پھٹن کا سال (مرآۃ المناجیح جلد ۸ صفحہ ۲۷۵)

ایسے حالات اور واقعات سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سے بھی متجاوز ہیں جن کا شمار ناممکن ہے لیکن معاند یا کور چشم کا علاج ناممکن ہے اس لئے کہ ہزاروں میں ایک بھی ان کو نظر نہیں آتا

ما ضر شمس الضحیٰ بالافق طالعة   ان لا یریٰ ضوھا من لیس ذالبصر

یعنی سورج کی روشنی اور چمک دمک کو نابینا کے نہ دیکھنے سے کوئی نقصان اور ضرر نہیں پہنچتا، میں کہتا ہوں سرور کونین محبوب رب الثقلین ﷺ کی شان تو بہت زیادہ بلند اور عالی نرالی ہے جس چیز سے انکار زید کی طرح لوگ کرتے ہیں وہ تو آقا و مولیٰ تاجدار مدینہ ﷺ کے غلام بحکم الٰہی کے دکھا دیتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ کے سے عاشق بھی محبوبان خدائے ذوالجلال ہیں، یہ حضرات جو مانگتے ہیں بارگاہ ذوالجلال سے انہیں عطا ہوتا ہے اور جو کہتے ہیں پورا ہوتا ہے

گفتہ اور گفتہ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس ضمن میں سابقہ سطور میں کچھ واقعات مذکور ہو چکے ہیں لیکن زید کی طرح عقیدہ رکھنے والے اگر ہمشکل انبیاء اور اولیاء سے استغاثہ اور توسل کے قائل ہوتے ہیں تو زندوں سے ان کا عقیدہ خام ہے کہ جو مر گیا بس ختم اس سے توسل استغاثہ اور استمداد یہ سب شرک ہے، ان کے اس عقیدہ پر ان سے کیا گلہ جب یہ حین حیات میں انبیاء اولیاء سے استمداد وغیرہ پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں حتی کہ ان کور چشموں نے حبیب لایزال کے اس مقام کا بھی پاس نہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ خود حضور پر نور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے انما انا قاسم واللہ یعطی (الحدیث) یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا   بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک   اندھے منکر دیکھ لے، قدرت رسول اللہ کی

بہر حال عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے ایک دو واقعات پیش ہیں ملاحظہ کریں۔ علامہ جلال الدین سیوطی مصنف تفسیر جلالین شریف اپنی شرح الصدور میں تحریر فرماتے ہیں

و اخرج ابن ابی الدنیا من طریق یزید بن سعید القرشی عن ابی عبداللہ الشامی قال غزونا الروم فخرج منا ناس یطلبون اثر العدو۔ الخ (شرح الصدور صفحہ ۹۳)

ترجمہ: ابن ابی الدنیا نے یزید بن سعید قرشی سے روایت کی ہے انہوں نے عبداللہ شامی سے کہا عبداللہ شامی نے کہا ہم نے رومیوں کے ساتھ جہاد کیا پھر ہمارے کچھ لوگ دشمن کی تلاش میں نکلے انہیں میں سے دو آدمی الگ تھلگ ہو گئے اسی دوران ایک رومی دشمن کی ان دو آدمیوں سے ملاقات ہوئی یہ دونوں مسلمان رومی کے ساتھ لڑتے تھے حتیٰ کہ ایک مسلمان شہید ہو گیا دوسرا کہتا ہے کہ میں نے ارادہ کیاہ میں اب کسی طرح اپنے ساتھیوں سے مل جاؤں اور خیال میں رومی کو چھوڑ کر روانہ ہو گیا لیکن معا میرے نفس نے مجھے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تیرا ساتھی تو جنت کی طرف سبقت کر گیا اور تو ساتھیوں سے ملنے کے لئے سوچتا ہے میں پھر واپس آیا اور میں نے رومی پر وار کیا مگر وہ خطا ہو گیا پھر ہم دونوں آپس میں لڑنے لگے حتیٰ کہ رومی نے مجھے زمین پر پٹخ دیا اور میرے سینے پر بیٹھ گیا۔ اس نے کوئی چیز مجھے قتل کرنے کے لئے نکالی اسی دوران ہمارا مردہ ساتھی اٹھا اور آکر اس نے رومی کو پیچھے کی طرف سے بالوں سے پکڑا اور اس پیچھے کی طرف گرادیا میں جلدی سے اٹھا اور اس پر کاری ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا اور اس طرح میرے مقتول ساتھی نے میری مدد کی ---الخ سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے مرنے کے بعد بھی مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

اور اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور واقعہ تین بھائیوں کا اپنی اسی کتاب "شرح الصدور" میں تحریر فرمایا ہے بوجہ تطویل مضمون ترک کر دیا گیا جس خواہش ہو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرے کیونکہ واقعہ نہایت عبرت آمیز ہے۔ جبکہ دو بھائیوں نے مرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی کی مدد کی اور اس کی شادی میں شرکت بھی کی۔ بہر حال العاقل تکفیہ

الاشارہ کے مصداق مندرجہ حوالہ جات مستفتی کے اطمینان قلبی کے لئے کافی ہیں اور سب سے بڑی دلیل اور سند یہی کافی ہے کہ جید علماء کرام اور مشائخ عظام پیران طریق درود تاج کا ورد کرتے ہیں اور اس سے برکتوں کا سرچشمہ گردانتے ہیں۔ لہٰذا تمام اہل سنت والجماعت بھائیوں سے میری استدعا ہے کہ کسی بھی غیر اہل سنت عالم کی بات پر کان نہ دھریں اور نہ اس سے مسئلہ دریافت کریں کیونکہ وہ آپ کو اپنے رنگ میں رنگنے کی بھرپور کوشش کرے گا جو دارین میں آپ کے نقصان دہ ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ درود شریف ماثورہ وغیر ماثورہ یعنی وہ درود جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کئے تھے یا تابعین اور تبع تابعین کے ذریعہ ہمارے پاس پہنچے ہیں ان کا پڑھنا تو بلا اختلاف ضروری ہے البتہ وہ درود پاک جو بعد میں عاشقان رسول ﷺ نے اپنے ذوق وخلوص سے ترتیب دئے ہیں اس پر بعض گفتگو کرتے ہیں لیکن صحیح بات یہی ہے کہ ایسے درود شریف کا پڑھنا بھی بے حد فائدہ مند اور مفید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے صلوا علیہ مطلق فرما کر ہر قسم کے درود کو اپنے محبوب ﷺ کی ذات کے لئے جائز رکھا اور اور کسی قسم کے درود پر پابندی عائد نہیں کی اور نہ ہی حضور ﷺ نے کسی قسم کے درود سے ممانعت فرمائی ہے۔ آج تک منکرین درود نے ایسی ایک آیت یا حدیث پیش نہیں کر سکے۔ عاشقان رسول ﷺ کے ترتیب دئے ہوئے درود بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئے ہیں۔ صلوا علیہ میں عام درود پڑھنے کی اجازت ہے۔ کسی دلیل کے غیر بعض درد پر پابندی لگانا نجدیوں، وہابیوں کا کام ہے، کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان کا کام نہیں۔ (شفاء القلوب صفحہ ۱۰۵)

اور اسی کتاب میں ہے کہ درود تاج کی فضیلت اور کمالات اور اس کے فوائد حد وحساب سے باہر ہیں۔ عاشقان رسول ﷺ کا محبوب ترین وظیفہ درود تاج ہے

نوٹ: اس سے ظاہر ہوا کہ درود تاج سے منع کرنے والے عاشقان رسول ﷺ تو ہو نہیں سکتے البتہ دشمنان رسول ﷺ ضرور ہیں۔ (شفاء القلوب صفحہ ۲۴۷)

درود تاج کے فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زیارت جمال بے مثال رسول ﷺ کی آرزو دل و جان سے رکھتا ہو تو عروج ماہ شب جمعہ میں بعد از فراغت نماز عشاء کے باوضو جامہ پاک خوشبودار پہن کر ایک سو ستر بار درود تاج شریف کو پڑھ کر سو جائے۔ گیارہ شب اس طرح پڑھے، انشاء اللہ تعالیٰ مشرف زیارت بابرکت حضور ﷺ ضرور مشرف ہوگا۔ (دورد تاج کے فضائل صفحہ ۳۹۰)

اللھم ارزقنا زیارۃ نبیک و حبیبک ﷺ برحمتک یا ارحم الراحمین

مسئلہ دوم: واضح ہو کہ عرس اولیاء کرام و بزرگان دین منانا شریعت محمدیہ ﷺ میں مباح جائز اور مستحسن امر ہے۔ عرس کے لغوی معنی ہیں شادی (خوشی) کے اسی لئے دولہا اور دلہن کو عروس کہتے ہیں۔ بزرگان دین کی تاریخ وفات کو اس لئے عرس کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ باب اثبات عذات البقر میں ہے کہ جب نکیرین میت کا امتحان لیتے ہیں اور وہ کامیاب ہوتا ہے تو مردہ کو کہتے ہیں نم کنومۃ العروس التی لالو قظہ الا احب اسلہ الیہ یعنی تو اس دلہن کے طرح سوجا جس کو سوائے اس کے پیارے کے کوئی انہیں اٹھا سکتا تو چونکہ اس دن نکیرین نے ان کو عرس کہا اسی لئے وہ دن روز عرس کہلایا۔ یا اس لئے کہ وہ جمال مصطفیٰ ﷺ کے دیکھنے کا دن ہے کہ نکیرین حضور ﷺ کی طرف اشارہ فرما کر پوچھتے ہیں کہ تو ان کو کیا کہتا تھا یعنی مردہ کو اس دن اپنے محبوب کا وصال نصیب ہوتا ہے اور وصال محبوب کا دن عرس (خوشی) کا دن ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ دن عرس کہلایا۔

عرس کی حقیقت: صرف اس قدر ہے کہ ہر سال تاریخ وفات پر قبر کی زیارت کرنا اور قرآن خوانی کرنا اور صدقات کا ثواب پہنچانا اور اس اصل عرس کا ثبوت حدیث شریف اور اقوال فقہاء سے ثابت ہے

روی ابن ابی شیبۃ رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ کان یاتی قبور الشھداء باحد علی ارس کل حول (شامی جلد الو اباب زیارۃ القبور)

ترجمہ: ابن ابی شیبۃ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ ہر سال شہداء احد کی قبور پر تشریف لے جاتے تھے اور اسی طرح تفسیر کبیر اور تفسیر در منثور میں حدیث مقبول ہے

عن رسول اللہ ﷺ انه كان ياتي قبور الشهداء على راس كل حول فيقول السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار -- والخلفاء الاربعة هكذا كانوا يفعلون

(جاء الحق جلد ق صفحه ۳۲۲)

ترجمہ: حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ہر سال شہداء کی قبروں پر تشریف لے جاتے تھے اور ان کو سلام فرماتے اور چاروں خلفاء کرام بھی ایسا ہی کیا کرتے۔

ان حوالوں سے عرس کی حقیقت بھی واضح ہوگئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبور پر ایصال ثواب کے لئے جانا اور وہاں طعام شرینی وغیرہ فقراء مساکین میں تقسیم کرنا بھی بالکل جائز امر ہے۔ لہٰذا عرس اولیاء کرام وبزرگان دین منانا ایک جائز اور مباح امر ہے۔ بعض حضرات کا اختلاف جواز اور اباحت عرس میں مخل نہیں ہو سکتا۔ تحقیق دقیق کے بعد جید علماء کارم مشائخ عظام اولیاء کرام اس فعل کو مستحسن جان کر کرتے چلے آئے ہیں اور بمصداق مارآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن کے امر مستحسن ہے۔ ہزاروں بزرگان دین کے اعراس میں ہزاروں بزرگان دین علماء کرام بہ نفس نفیس جمع ہوتے ہیں اور کسی نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا حضرت شیخ محقق محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ما ثبت من النسہ میں اپنے شیخ سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا عرس زمانہ سلف میں نہ تھا۔ متاخرین کے مستحسنات سے ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں "اور عرس کے لئے تعین یوم اس لئے ہے کہ اس دن صاحب عرس نے انتقال کیا ہے ورنہ جس دن عرس کیا جائے فلاح ونجات کا باعث ہے"

ابن حریر نے حدیث نقل کی ہے

اخرج ابن حرير عن محمد بن ابراهيم قال كان النبي ﷺ ياتي قبور الشهداء على راس كل حول فيقول سلام عليكن بما صبرتم فنعم عقبى الدرا و ابوبكر و عمر و

عثمان رضی اللہ عنہ معہ

ترجمہ: علامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں قبور شہداء پر جاتے اور فرماتے تم پر سلامتی ہو اس لئے کہ تم نے صبر کیا دار آخرت بھی کیا خوب ہے اور حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضور عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوتے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ عرس کی اصلیت کو حدیث مذکورہ سے ثابت فرمایا ہے جس پر وہ خود اور ان کے مشائخ عمل پیرا رہے ہیں۔ ہمارے جواز عرس پر یہی دلیل کافی ہے (فتاویٰ عبدالحی، جلد از صفحہ ۳۴۲)

یہی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اپنے فتاویٰ میں

دوم آنکہ بہئیت اجتماعیہ مردمان کثیر جمع شند و ختم کلام اللہ فاتحہ بر شیرینی و طعام نمودہ تقسیم در میان حضران کنند ایں قسم معمول در زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و خلفاء راشدین نبود اگر کسے ایں طور کنند باک نیست بلکہ فائدہ احیاء اموات را حاصل میشود (فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۴۵)

ترجمہ: دوسرے یہ کہ بہت سے لوگ جمع ہو اور ختم قرآن اور کھانے، شیرینی پر فاتحہ کر کے حاضرین میں تقسیم کریں، یہ قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں مروج نہ تھی لیکن اگر کوئی کرے تو حرج نہیں بلکہ زندوں سے مردوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت شیخ المشائخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مولانا جلال الدین کو لکھتے ہیں اعراس پیران بر سنت پیران سماع و صفائی جاری دارند (مکتوب نمبر ۱۸۲)

یعنی پیروں کا عرس پیروں کے طریقہ سے قوالی اور صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے پیرو مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیصلہ ہفت مسئلہ میں عرس کے جواز پر بہت زور دیتے ہیں، خود اپنا عمل یوں بیان فرماتے ہیں "فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے

پیرو مرشد کی روح مبارک پر ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ماحضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے (جاء الحق صفحہ ۳۲۳)

یہی حضرت الحاج الحافظ مولانا شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ پیرو مرشد اکابرین علماء دیوبند فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں

تیسرا مسئلہ عرس: لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے نم کنومة العروس یعنی بندہ صالح سے قبر میں کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان الٰہی کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے اس سے بڑھ کر اور کون عروس ہوگی چونکہ ایصال ثواب بر روح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور پھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا موجب ازدیاد محبت ہے اور تزائد برکات ہے (توضیحات ہفت مسئلہ صفحہ ۱۷۸)

غرضیکہ عرب شریف کے لوگ حضرت سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں خاص کر علماء مدینہ منورہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے ہیں جن کا مزار مقدس احد پہاڑ پر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان علماء و صالحین خصوصاً اہل مدینہ عرس پر کاربند ہیں اور جو مسلمان اچھا جانیں وہ عند اللہ بھی اچھا ہے اولاً تو اس لئے کہ عرس زیارت قبور اور صدقہ خیرات کا مجموعہ ہے زیارت قبور بھی سنت ہے۔ صدقہ بھی سنت تو دو سنتوں کا مجموعہ حرام کیونکر ہو سکتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم نے تم کو زیارت قبور سے منع فرمایا الا فزورھا۔ اب ضرور زیارت کیا کرو اس سے ہر طرح زیارت قبور کا جواز معلوم ہوا۔ خواہ روزانہ ہو یا سال کے بعد، خواہ تنہا زیارت کی جاوے یا جمع ہو کر، اب اپنی طرف سے اس میں قیود لگانا کہ مجمع کے ساتھ زیارت کرنا منع ہے۔ سال کے بعد تاریخ مقرر کر کے زیارت کرنا منع ہے، محض لغو ہے۔ تاریخ معین کر کے ہو یا غیر معین کئے ہر طرح جائز ہے۔ دوم اس لئے کہ عرس کی تاریخ مقرر ہونے سے لوگوں کے جمع

ہونے میں آسانی ہوتی ہے اور لوگ جمع ہو کر قرآن خوانی، کلمہ طیبہ ، درود پاک وغیرہ پڑھتے ہیں بہت سی برکات جمع ہو جاتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک شیخ طریقت کے مریدین اس تاریخ میں اپنے پیر بھائیوں سے بلا تکلف مل لیتے ہیں جس سے ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی ہے اور آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ چوتھے اس لئے کہ طالبان کو شیخ تلاش کرنے میں آسانی ہے اگر کسی عرس میں پہنچے تو وہاں مختلف جگہ کے بزرگان دین جمع ہوتے ہیں۔ علماء و صوفیاء کا مجمع ہوتا ہے سب کو دیکھ کر جس سے عقیدت ہو اس سے بیعت کرلے۔ (جاء الحق صفحہ ۲۲۴)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ عرس بزرگان دین ایک امر مستحسن ہے جسے کسی حال میں بھی بدعت وغیرہ نہیں کہا جاسکتا ہے کیونکہ اس کا بنیادی مقصد ارواح اموات کو ایصال ثواب کرنا ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے جس سے انکار سوائے جاہل کے کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ اس لئے کہ ادعیہ اور صدقات کا ثواب بلاشک وشبہ اموات کو کو پہنچتا ہے چاہے انفرادی شکل میں ہو یا اجتماعی صورت میں۔ رب ذوالجلال کا ارشاد ہے وقھ رب ارحمھا --- الآیہ یا اللہ میرے ماں باپ پر رحم فرما۔ یہ انفرادی صورت ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے

ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان یعنی یا اللہ تو ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ سبقت کر چکے ہیں۔ یہ اجتماعی دعا ہے، اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد ہے ارحموا موتاکم بالصدقات (نزھتہ المجالس) یعنی تم اپنے مردوں پر رحم کرو، صدقات کے ذریعہ سے یعنی ان کے پیچھے صدقہ و خیرات کرو عمل کے لئے۔ یہ تمام حوالے کافی سے زیادہ ہیں اور منکر کے لئے انبار کتب بھی بے سود۔

اللھم ثبت اقدامنا علی دینک

واللہ اعلم بالصواب

تبصرہ کتب

نام کتاب	سید الوریٰ
موضوع	سیرت نبی اکرم ﷺ
مصنف	علامہ حافظ قاضی عبدالدائم دائم
صفحات	۴۸۷
مبصر	علاوالدین عدیم
ہدیہ	۳۰۰ روپے

حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ محبوب رب العالمین سرور دو جہاں ﷺ کی سیرت طیبہ پر دنیا کی ہر زبان میں اب تک کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں، لکھی جا رہی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ اس پر جس قدر بھی لکھا جائے اس کا حق ادا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی اس پر قلم اٹھائے بغیر نہ رہ سکے اور کیوں نہ ہو جس پاک ہستی کے بارے خود قرآن مجید میں ارشاد ہو کہ ورفعنا لك ذكرك تو اس مبارک و اقدس شخصیت کا ذکر خیر کبھی ختم ہونے میں آ ہی نہیں سکتا کتاب "سید الوریٰ" سیرۃ طیبہ ہی کے سلسلہ کی ایک کتاب ہے جس کی جلد اول اس وقت پیش نظر ہے۔ یہ علامہ حافظ قاضی عبدالدائم دائم سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ ہری پور کی تصنیف ہے۔ موصوف دار العلوم ربانیہ کے سربراہ ہیں جہاں سے وہ ایک دینی رسالہ ماہنامہ "جام عرفان" کے نام سے بھی شائع کرتے ہیں۔ اسی رسالہ میں سیرت کے موضوع پر انہوں نے جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کی ۷۵ اقساط کو کتابی صورت دے دی گئی جو سید الوریٰ کی پہلی جلد کے طور پر اور بقیہ اقساط دوسری جلد کی حیثیت سے منصہ شہود پر آ چکی ہیں۔ جلد اول ۴۸۷ صفحات کو محیط ۵ ابواب پر مشتمل ہے۔ پانچواں آخری باب غزوہ بدر کے

احوال پر ختم ہوتا ہے کتاب کے شروع میں متن کی فہرست عنوانات اور آخر میں حواشی کی فہرست دی گئی ہے پیرائہ بیان دلنشین محققانہ اور عشق نبی ﷺ سے مملو ہے۔ کتاب کو ہر لحاظ سے جامع اور مستند بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں معروف عربی کتب سیرت، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام، زرقانی، طبری مستدرک آثار محمدیہ وغیرہ سے جابجا حوالے دیئے گئے ہیں۔ بعض مسائل میں سابقہ سیرت نگاروں سے مصنف نے اختلاف بھی کیا ہے علامہ شبلی نعمانی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے غزوۂ بدر کے سلسلہ میں اکثر دوسرے مصنفین کی طرح تفصیل کی بجائے اختصار سے کام لیا ہے اکثر سیرت نگاروں نے جہاد کے بارے میں دفاعی جنگ ہونے کے بارے میں جو معذرت خواہانہ انداز اختیار کئے رکھا اس سے بھی اختلاف کا اظہار کیا ہے اس کے علاوہ ایمان ابو طالب اور جنگ بدر کے اسیران کے بارے میں فدیہ سے متعلق آیت وحدیث اور سابقہ مفسرین کے مختلف نکات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ کتاب کو تصاویر اور نقشوں سے مزین کیا گیا ہے۔ کتاب کی کمپیوٹر کمپوزنگ پروف کی غلطیوں سے پاک ہے مگر جہاں کہیں سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ جان دو عالم سے دیا ہے اس کے اوپر صرف (ص) کا علامتی نشان دے دیا ہے۔ درود پاک کے مکمل الفاظ نہیں لکھے گئے، یہ چیز قاری کو کھٹکتی ہے۔ سرورق خوبصورت رنگین، جلد مضبوط، کتاب پاک بک ایمپائر شاہ آیاز سنٹر ۶۵ ٹمپل روڈ لاہور سے مل سکتی ہے۔

نیرنگی الفاظ

فیض لودھیانوی مرحوم ومغفور

نیا دھوکہ عوام الناس کو کیونکر دیا جائے
سیاسی رہنما اکثر اسی چکر میں رہتے ہیں
جو عیاری میں ماہر ہو، منافق ہو، مفتن ہو،
نئی تہذیب میں اس کو سیاستدان کہتے ہیں

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فیض احمد فیض

اے تو کہ ہست ہر دلِ محزوں سرائے تو
آوردہ ام سرائے دگر از برائے تو

خواجہ بہ تخت بندۂ تشویشِ ملک و مال
بر خاک رشکِ خسروِ دوراں گدائے تو

آنجا قصیدہ خوانیٔ لذاتِ سیم و زر
اینجا فقط حدیثِ نشاطِ لقائے تو

آتش فشاں ز قہر و ملامت زبانِ شیخ
از اشک تر ز دردِ غریباں ردائے تو

باید کہ ظالمانِ جہاں را صدا کند
روزے بسوئے عدل و عنایت صدائے تو